(بقیہ صفحہ ۳۵۲) ان سے شرم و حیا بھی کرنی چاہیے اور ان کا ادب بھی۔

ا۔ زمین پر چلنے والے کا اس لئے ذکر فرمایا کہ ہم کو انہیں کا مشاہدہ ہوتا ہے' ورنہ جنات' ملا ئکہ وغیرہ سب کو رب روزی دیتا ہے۔ اس کی رزاقیت صرف حیوانوں میں منحصر نہیں' پھر جو جس روزی کے لائق ہے اس کو وہی ملتی ہے بچہ کو ماں کے پیٹ میں اور قسم کی روزی ملتی ہے' اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کی' بڑے ہو کر اور طرح کی' غرضیکہ دابۃ میں بھی عموم ہے اور رزق میں بھی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ بہت بیوقوف ہے' جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ

وما من دابة في الارض الا على الله رزقها

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں لہ جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو لہ

ويعلم مستقرها ومستودعها كل في كتب

اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا ۳ سب کچھ ایک صاف بیان

مبين ۞ وهو الذي خلق السموت والارض

کرنے والی کتاب میں ہے ۴ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن

في ستة ايام وكان عرشه على الماء ليبلوكم

میں بنایا ۵ اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے

ايكم احسن عملا ولئن قلت انكم مبعوثون

تم میں کس کا کام اچھا ہے ۶ اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد

من بعد الموت ليقولن الذين كفروا ان هذا

اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں

الا سحر مبين ۞ ولئن اخرنا عنهم العذاب

مگر کھلا جادو ۷ اور اگر ہم ان سے عذاب کچھ گنتی کی

الى امة معدودة ليقولن ما يحبسه الا يوم

مدت تک ہٹا دیں ۸ تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا ہے سن لو جس دن

ياتيهم ليس مصروفا عنهم وحاق بهم ما

ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیرے گا وہی عذاب

كانوا به يستهزءون ۞ ولئن اذقنا الانسان

جس کی ہنسی اڑاتے تھے اور اگر ہم آدمی کو ۹ اپنی کسی رحمت کا

منا رحمة ثم نزعنها منه انه ليئوس كفور ۞

مزہ دیں پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید ناشکرا ہے

کرے' کیونکہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا يغفر لمن يشاء فکر اپنی نجات کی چاہیے اللہ نصیب کرے ۳۔ یعنی زندگی میں کہاں رہے گا۔ اور بعد موت کہاں دفن ہو گا۔ یا کس باپ کی پشت میں اور کس ماں کے رحم میں' کس طرح اور کب تک رہے گا۔ یا عالم ارواح میں کس صف میں تھا۔ اور آئندہ قیامت میں کس صف میں ہو گا۔ خیال رہے کہ میثاق کے دن ارواح کی چار صفیں تھیں' پہلی صف میں انبیاء' دوسری میں اولیاء اللہ تیسری میں تمام مومنین چوتھی میں کفار منافقین کی ارواح تھیں (روح البیان وغیرہ) ۴۔ خیال رہے کہ ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھا جانا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا اس لئے لکھ لیا۔ بلکہ اس لئے ہے کہ لوح محفوظ دیکھنے والے بندے اس پر اطلاع پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں بھی ہر ایک کے مستقر اور مستودع کی خبر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں تحریر ہے اور لوح محفوظ ان کے علم میں ہے' لوح محفوظ کو مبین اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاص بندوں پر علوم غیبیہ بیان کر دیتی ہے ۵۔ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات' لیکن آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں۔ کوئی تانبہ کا' کوئی چاندی کا کوئی سونے کا۔ اور تمام زمینوں کی حقیقت صرف مٹی ہے' نیز آسمانوں میں فاصلہ ہے اور زمین کے طبقات میں فاصلہ نہیں ایک دوسرے سے ایسی چمٹی ہیں جیسے پیاز کے چھلکے کہ دیکھنے میں ایک معلوم ہوتی ہے' اس لئے آسمان جمع فرمایا جاتا ہے اور زمین واحد بولی جاتی ہے۔ خیال رہے کہ آسمانوں کی پیدائش دو دن میں۔ زمین کی پیدائش دو دن میں اور حیوانات' درخت وغیرہ کی پیدائش دو دن میں ہوئی' دن سے مراد اتنا وقت ہے' ورنہ اس وقت دن نہ تھا دن تو سورج سے ہوتا ہے اور اس وقت سورج نہ تھا ۶۔ یعنی یہ تمام مخلوقات تمہاری خاطر بنائی۔ تا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ رب نے سب کچھ تمہارے لئے بنایا۔ کچھ تم بھی اس کے لئے کرو

۷۔ یعنی جیسے جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی مگر اثر کرتا ہے' ایسے ہی معاذ اللہ آپ کا کلام باطل ہے مگر دلنشین اور دلکش ہے کہ جس پر اثر کر جاتا ہے وہ آپ ہی کا ہو جاتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے عذاب دفع نہیں ہوتا' ہاں مؤخر ہوتا ہے کافر اس تاخیر سے دھوکا کھا جاتا ہے اور طغیان میں زیادتی کرتا ہے' چنانچہ ان کا حضور سے یہ سوال کرنا مذاق کے طور پر تھا نہ کہ خوف کی بنا پر ۹۔ آدمی سے مراد یا کافر انسان ہے یا غافل' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے ناامیدی کفار کا کام ہے' رحمتوں کا آنا شکر کے لئے ہوتا ہے اور جانا صبر کے لئے۔ لہٰذا یہ آنا جانا دونوں ہی اللہ کی رحمت ہیں۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا

ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

کہ برائیاں مجھ سے دور ہوئیں ۱؎ بیشک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ۲؎ مگر

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

جنہوں نے صبر کیا ۳؎ اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ

اور بڑا ثواب ہے تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم

وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ

چھوڑ دو گے ۴؎ اور اس پر دل تنگ ہو گے ۵؎ اس بنا پر وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ

کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا ۶؎ تم تو ڈر سنانے والے ہو ۷؎

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے ۸؎ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنا لیا ۹؎

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ۱۰؎ اور اللہ کے سوا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

جو مل سکیں سب کو بلا لو ۱۱؎ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ

سچے ہو تو اے مسلمانو اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں ۱۲؎ تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

علم ہی سے اترا ہے ۱۳؎ اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے

۱؎ وہ اب نہ آئیں گی۔ یہ سمجھ کر وہ مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے بجائے شکر کے بد اعمالیاں کرتا ہے' جیسا آج دیکھا جا رہا ہے کہ امیر لوگ شفا پانے پر کنجر نچاتے ہیں' شادی بیاہ میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ۲؎۔ معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی منع ہے۔ شکریہ کی خوشی عبادت ہے' رب فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس) شیخی میں نظر اپنی ذات پر ہوتی ہے اور شکریہ میں توجہ رب کی طرف ہوتی ہے شیخی غفلت اور شکریہ کی خوشی جذبۂ اطاعت پیدا کرتی ہے' رب شیخی سے بچائے شکر کی خوشی ہمارے نصیب کرے ۳؎۔ اس طرح کہ راحت میں نفس کو فخر کرنے سے روکا اور مصیبت میں گھبراہٹ سے' یا جنہوں نے اللہ کی اطاعت پر صبر کیا کہ اس پر قائم رہے' غرضیکہ صبر ہر حال میں ہونا چاہیے ۴؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے ساری وحی کی تبلیغ فرما دی کوئی چھپائی نہیں' لہٰذا وفات کے وقت جو کاغذ و قلم طلب فرمایا اور کچھ لکھنے کا ارادہ فرمایا' وہ ان ہی تبلیغ کئے ہوئے احکام میں سے کچھ تھا جو یہ کہے کہ آپ نے کچھ احکام نہیں پہنچائے وہ اس آیت کا منکر ہے ۵؎۔ (شان نزول) عبداللہ بن امیہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانے کیوں نہ اتارے' یا آپ کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ مقرر فرمایا، جو آپ کی رسالت کا گواہ ہوتا' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۶؎۔ یعنی جو ہم دیکھتے، ورنہ حضور کے پاس خزانے ہیں اور حضور پر فرشتے بھی اترتے ہیں خود فرماتے ہیں اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں' مگر چونکہ وہ کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں' اس لئے انہوں نے یہ کہا' خیال رہے کہ حضور پر فرشتے آتے بعض صحابہ نے بھی دیکھے' بارہا حضرت جبریل کو دیکھا۔ بدر میں فرشتوں کا معائنہ کیا ۷؎۔ یعنی اے محبوب تم اس مذاق اور تمسخر کی پرواہ نہ کرو' آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں' آپ تبلیغ فرمائیں' وہ مانیں یا نہ مانیں ۸؎۔ حضور کی حقانیت کی روشن دلیل یہ ہے کہ باوجودیکہ آپ کے پاس ظاہری سامان کوئی نہیں' پھر بھی آپ کا دین اور آپ کا نام دنیا میں پھیلا ۹؎۔ یہ سوال اقراری ہے یعنی کفار مکہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود دل سے گھڑ لیا ہے ۱۰؎۔ کیونکہ دنیاوی چیزوں کی پہچان یہی ہے کہ دنیا والے اس کی مثل بنا سکیں اور خدائی چیزوں کی علامت یہ ہے کہ بندوں کی طاقت سے ان کا بنانا باہر ہو' ہم اس قاعدے سے چیونٹی اور جگنوں کو رب کی مصنوع کہتے ہیں' اور ریل و گیس کو مخلوق کی صنعت' خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اولاً'' کفار سے فرمایا کہ قرآن کی مثل لاؤ' پھر فرمایا۔ اچھا دس سورتیں ہی اس جیسی لے آؤ۔ پھر فرمایا کہ اچھا ایک ہی سورت ایسی لے آؤ۔ بہرحال آیات میں تعارض نہیں ۱۱؎۔ یہاں من دون اللہ' سے مراد اللہ کے دشمن بت یا کفار ہیں' نہ کہ اولیاء انبیاء' یہ مطلب نہیں کہ اے عیسائیو! تم عیسیٰ و عزیر و موسیٰ علیہم السلام کو قرآن کے مقابلہ کے واسطے لے آؤ۔ یا عبداللہ بن سلام و کعب احبار سے مدد لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے ۱۲؎۔ یہ شک اور تردد سننے والوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ وہ سب مل کر بھی قیامت تک قرآن کی مثل ایک سورت بھی نہ بنا سکیں گے ۱۳؎۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن یہ جان کر اتارا ہے کہ اس کے لائق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یا قرآن اللہ تعالیٰ کے علم پر مشتمل ہے' لہٰذا حضور کو اللہ نے اپنا علم دیا۔ کیونکہ انہیں قرآن دیا اور قرآن میں اللہ کا علم ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ

جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل

اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

دے دیں گے لہ اور اس میں کمی نہ دیں گے یہ ہیں

الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

وہ جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ ۲ اور اکارت گیا جو

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ

کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو انکے عمل تھے ۳ تو کیا وہ جو اپنے

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ

رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۴ اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے ۵ اور اس سے

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ

پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ۶

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا

اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے

تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ

سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے ۷ تیرے رب کی طرف سے لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَ

جھوٹ باندھے ۸ وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور

يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ

گواہ کہیں گے ۹ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ۱۰

۱۔ اس طرح کہ دنیا کی نعمتوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بنا دیں گے' یہ مطلب نہیں کہ جو مانگیں وہ انہیں دے دیا جائے' یعنی دنیا میں جو کچھ رزق وغیرہ انہیں ملے گا وہ ان کی نیکیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔ مومن خواہ کتنے ہی آرام سے رہے اس کی نیکیوں کا عوض آخرت میں ہے ۲۔ ان آیات میں یا تو وہ مشرکین مراد ہیں جو صدقہ خیرات' صلہ رحمی وغیرہ کرتے ہیں' رب انہیں وسعت رزق دے کر یہاں ہی بدلہ کر دیتا ہے' یا وہ منافقین مراد ہیں جو صرف مال غنیمت کے لئے جہاد میں جاتے تھے' ان کی جزا وہی مال ہو گیا (خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر اکیلا ہو تو خالی ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جائے۔ تو اسے دس گنا بنا دیتا ہے' عثمان غنی اور ابوجہل کی دنیا میں فرق ظاہر ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی رب تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں جیسے نماز کے لئے وضو شرط جواز ہے ایسے ہی اعمال کے لئے ایمان شرط قبول ہے ۴۔ اس سے مراد وہ علماء یہود ہیں جو ایمان لا کر حضور کے صحابی بنے' جیسے عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی۔ روشن دلیل سے مراد حقانیت اسلام کے عقلی دلائل ہیں اور گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اہل کتاب جن کو یہ نعمتیں میسر ہوں' ان کی طرح ہو سکتے ہیں جو محض ضد اور عناد سے اسلام سے دور ہیں ہرگز نہیں ۵۔ اس گواہ سے مراد عبداللہ بن سلام اور وہ علماء یہود ہیں جو قرآن کی حقانیت پر ایمان لائے' ۶۔ معلوم ہوا کہ صرف ایمان پر بھروسہ نہ کرے' بلکہ ہمیشہ رب پر دھیان رکھے' گناہ کر کے اس کی مغفرت پر اور نیکی کر کے اس کے فضل و کرم سے قبول فرمانے پر۔ نیکی تخم ہے اور اس کی رحمت بارش کا پانی۔ تخم بارش کا محتاج ہے اور ہمارے اعمال اس کے کرم کے حاجت مند ہیں ۷۔ یعنی یہ قرآن کریم حق ہے یا آپ کے مخالفوں کا جہنمی ہونا برحق ہے' یا آپ کے غلاموں کا جنتی ہونا یقینی چیز ہے کہ قرآن پر کبھی باطل نہیں آ سکتا لہٰذا کافر جنتی اور مومن دائمی دوزخی نہیں ہو سکتا (روح) اس آیت سے صدہا ایمانی اور فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں' صحابہ کا جنتی ہونا ابوجہل کا دوزخی ہونا یقینی ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کی طرف اولاد یا شرک کو نسبت کرے' یا اس کی کتاب میں ملاوٹ کرے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ ہے' حضور پر جھوٹ باندھنا بھی رب پر جھوٹ باندھنا ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ کسی مقدمہ میں گواہی لینا حاکم کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب بھی گواہی لے کر قیامت میں فیصلہ فرمائے گا' لہٰذا حضور کا حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت کے وقت گواہی وغیرہ طلب فرمانا۔ تحقیقات کرنا بے علمی کی بنا پر نہ تھا' بلکہ امت کو مقدمہ کی تحقیقات کرنے کی تعلیم دینا مقصود تھا۔ اس آیت میں گواہ سے مراد انبیاء اور فرشتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور فرشتے ہمارے اعمال سے خبردار ہیں ورنہ گواہی کیسے دیتے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کو قیامت میں رسوا کیا جائے گا اور ان کی بدکاریاں بے ایمانیاں اعلانیہ بیان ہوں گی۔ بلکہ کفار کے چہرے مہرے ان کی بے ایمانی کی نشاندہی کریں گے۔ مسئلہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کی پردہ پوشی فرما دے گا۔ کہ ان کے نیک اعمال کا اعلان ہو گا' برے اعمال صیغۂ راز میں رکھے جائیں گے' دیکھو گزشتہ امتوں کی بدکاریاں قرآن کریم میں مذکور ہوئیں' جس سے وہ رسوا ہوئیں' قرآن کے بعد کوئی کتاب اترے گی نہیں' ہماری بدنامی بھی نہ ہو گی۔ گزشتہ کتابوں میں امت محمدیہ کی نیکیاں مذکور تھیں' بدیاں مذکور نہ تھیں۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں لہ اور وہی آخرت کے

كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ

منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں ۲ے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ

اور نہ اللہ سے جدا ۳ے ان کے کوئی حمایتی ۴ے انہیں عذاب پر

لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

عذاب ہوگا ۵ وہ نہ سن سکتے تھے ۶ اور نہ

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

دیکھتے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي

اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے ۷ے خواہ نخواہ وہی آخرت میں

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سب سے زیادہ نقصان میں ہیں ۸ے بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

کام کئے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں ۹ے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا

وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ۱۰ے کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۱۱ے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے

ا۔ اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر والا ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کبار اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا تو یہ جرأت نہ کرتے ۲۔ یعنی وہ دنیا میں بھی ہمارے قابو میں ہیں ہم جب چاہیں' ان کو عذاب میں گرفتار کر دیں۔ اور آخرت میں تو ہوں گے ہی ۳۔ دون کا ترجمہ جدا نہایت نفیس ہے کیونکہ دون کے معنی قصر ہیں (مفردات راغب) قصر کے معنی علیحدگی اور جدائی نہایت موزوں ہے' رب فرماتا ہے' ان تقصروا من الصلٰوۃ اور فرماتا ہے۔ ومقصوین رب سے جدا ہو کر بندہ محض بیکار ہے۔ رب سے واصل ہو کر ہر طاقت کا مالک ہے جیسے بجلی کا تار کنکشن کٹنے پر بے کار ہے۔ کنکشن ہو جانے پر سبحان اللہ۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کے لئے رب نے بہت مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا یہاں کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔ اگر مومن کے بھی مددگار نہ ہوتے تو پھر یہ عذاب مومن کو بھی ہو جاتا مومن کے مددگار رسول اللہ' اولیاء اللہ' نیک اعمال خانہ کعبہ وغیرہ ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا ۵۔ معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ۶۔ یعنی انہوں نے اپنے کو ایسا کر لیا کہ حق سننے' دیکھنے پر قادر نہ رہے۔ جیسے کوئی اپنی آنکھ پھوڑ کر اندھا' بہرہ بن جاوے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں قدرتی طور پر یہ قدرت نہیں' ورنہ وہ مجرم نہ ہوتے ۷۔ یعنی بتوں کی معبودیت' اور ان کی شفاعت' جس کے وہ معتقد تھے۔ مگر وہاں یہ کچھ بھی نہ ہو گا ۸۔ یعنی آخرت میں گنہگار لوگ بھی نقصان میں رہیں گے لیکن کفار زیادہ نقصان میں ہوں گے کیونکہ آخر کار عذاب الٰہی سے گنہگار کا چھٹکارا ہو جائے گا۔ کفار کا چھٹکار کبھی نہ ہو گا ۹۔ یعنی جنتی وہ لوگ ہیں جن میں تین اوصاف ہوں ایمان' نیک اعمال' اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع' راحت میں شاکر ہو کر مصیبت میں صابر ہو کر رب کی طرف رجوع کرتے رہیں ۱۰۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور اس کی تفسیر ہے وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ معلوم ہوا کہ وہاں موتی اور اندھے' بہرے سے وہ کفار مراد ہیں جو کفر پر مرنے والے ہیں ۱۱۔ اگرچہ ظاہری شکل و شباہت میں گونگا اور بولنے والا' ایسے ہی بہرہ اور سننے والا یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ مگر معنوی فرق ہے' ایسے ہی نبی اور غیر نبی یکساں نہیں' اگرچہ شکل و شباہت میں ظاہری مشابہت ہے۔

وقف لازم

ع ۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿۲۵﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو[1] اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں[2]

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ

کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو[3] بیشک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب

یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

سے ڈرتا ہوں تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ

تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں[4] اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو

هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ

مگر ہمارے کمینوں نے[5] سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی

فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ

نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں[6] بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو

كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت

فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

بخشی[7] تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چپیٹ دیں اور تم بیزار ہو[8]

وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ

اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر مال نہیں مانگتا[9] میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں

وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ

مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں[10] بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ

تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں[11] اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بچالے گا

۱۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے۔ آپ آدم علیہ السلام کے زمین پر تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو بیالیس سال بعد ہوئے دمشق میں قیام تھا۔ کوفہ میں آپ دفن ہیں۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی۔ ڈیڑھ ہزار سال عمر ہوئی (روح) میں نے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی ہے الحمد للہ! بعض روایات میں ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر میں نبی ہوئے اور ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ واللہ اعلم ۲۔ چونکہ اس وقت قوم کافر تھی لہٰذا آپ نے بشارت کا ذکر نہ فرمایا ۳۔ یعنی ایمان لا کر صرف اللہ کی عبادت کرو۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا کفر کی جڑ اور گمراہی کی سیڑھی ہے۔ شیطان کی گمراہی کا سبب یہی ہوا۔ کہ اس نے آدم علیہ السلام کو صرف بشر جانا۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کو یا تو رب نے بشر فرمایا یا خود انہوں نے' یا کفار نے' چوتھے کسی نے بشر نہ پکارا۔ اب جو حضور کو بشر کہہ کر پکارے سمجھ لے کہ وہ کون ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کو برا کہنا نظر حقارت سے دیکھنا کافروں کا کام ہے' تمام صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب ہے' تمام صحابہ کی عظمت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب نہ ہو گا۔ بے ادب بے نصیب' بلکہ صحابہ کی طرف ہر منسوب چیز کا احترام چاہیے۔ ۶۔ یا تو کم میں خطاب صرف نوح علیہ السلام سے ہے۔ عربی زبان میں کبھی واحد کو جمع سے تعبیر کر دیتے ہیں یا خطاب آپ سے اور آپ کے متبعین سے ہے' وہ کہتے ہیں کہ اے نوح علیہ السلام آپ علم و مال میں ہم سے زیادہ نہیں پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ آپ پر ایمان لانے والے عموماً کپڑا بنانے والے' جوتا سینے والے لوگ تھے۔ جنہیں یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی' رب کی خاص رحمت ہے' ہاں یہ رحمت کبھی نبی کی دعا سے بھی ملی ہے جیسے حضرت ہارون و حضرت لوط کی نبوت ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ معجزے دکھانے کا مقصود صرف اپنی حقانیت ظاہر فرمانا ہوتی ہے نہ کہ قوم سے جبراً" کلمہ پڑھوانا۔ ورنہ جب حضور کنکریوں سے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں۔ تو ابو جہل سے کلمہ کیوں نہ پڑھوا لیا۔ کیونکہ جبری ایمان پر ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح جہاد کا مقصود کفر کا زور توڑنا ہے نہ کہ جبراً" مسلمان بنانا۔ دوسرے یہ کہ ایمان اس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمانی چیزوں اور انبیاء سے نفرت نہ ہو' کراہت اور ایمان جمع نہیں ہوتے ۹۔ معلوم ہوا کہ تبلیغ پر اجرت لینا حرام ہے' نہ پیغمبروں نے اجرت لی' نہ علماء کو حلال۔ تعلیم دین وغیرہ کا اور حکم ہے ۱۰۔ قوم نے مطالبہ کیا کہ آپ غریب مومنوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔ تاکہ ہم کو آپ کے پاس آنے میں شرم نہ آئے۔ تب آپ نے یہ فرمایا ۱۱۔ یعنی تم میں اتنا غرور کہ غریب مسلمانوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہیں کرتے جہالت کی وجہ سے ہے۔ جہالت سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ علم سے عجز و نیاز۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنین سے محبت سنت انبیاء ہے اور ان سے نفرت طریقۂ کفار ہے۔ دوسرا یہ کہ مومن فقراء کا دور ہو جانا عذاب الٰہی کا باعث ہے ۲۔ تا کہ تم میرے فقر کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ امیری کا ۳۔ ظاہری معنی میں یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے نفی علم غیب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ خیال رہے کہ بغیر غیب کے جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ایمان علم کی اعلیٰ قسم ہے غیب جانے بغیر ایمان کیسا؟ اللہ کی ذات' قیامت' سب غیب ہے۔ لہٰذا اس آیت میں دعوئ علم غیب کی نفی ہے' نہ کہ علم غیب کی' یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ خیال رہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتا ہے انہیں ضبط کی طاقت بھی دیتا ہے ۴۔ تا کہ تم میری بشریت کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ یہ ان کے اس قول کا رد ہے کہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا اس سے معلوم ہوا کہ نبوت انسانوں سے خاص ہے۔ فرشتہ نبی نہیں ہوتا' رب فرماتا ہے اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ ۵۔ اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ ان فقراء مومنین کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی خیر و بہتری دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ دنیا میں تو کفار ہلاک ہوئے اور یہ مومن ان کی جائیدادوں کے مالک بنے' اور آخرت میں جنت وغیرہ کے حقدار ہوئے' اللہ کے بندوں کے منہ سے جو نکلتا ہے کر رہتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا دلیل منافق یا کافر کہنے والا ظالم ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے ۷۔ یعنی ساڑھے نو سو برس تک ہم سے جھگڑتے رہے نبی کی تبلیغ یا علماء کے وعظ کو جھگڑا فساد کہنا کافروں کا کام ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر یا بد عملی پر عذاب آنا ضروری نہیں' بلکہ یہ اللہ کے ارادے پر موقوف ہے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بغیر مرضی الٰہی پیغمبر کی تعلیم اثر نہیں کر سکتی۔ تعلیم رسول ہدایت کا تخم ہے اور رب کی مہربانی رحمت کی بارش کی طرح ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی مشرکوں اور ان کے گناہوں سے بیزار ہیں۔ مومنوں اور ان کے گناہوں سے بیزار نہیں۔ ہاں گنہگار سے ناراض ہیں۔ مگر بیزار نہیں' ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ اگر ہم سے حضور الگ اور بیزار ہو جاویں تو ہمارا بیڑا غرق ہو جاوے۔ اس قل' میں خطاب یا نوح علیہ السلام سے ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹۔ یعنی میں رب کا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ تمہیں گمراہ رکھنا چاہے اور میں تمہیں ہدایت دے دوں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ لا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ان جیسی نفی ملک کی آیات میں رب کے مقابل ملکیت کی نفی ہوتی ہے۔

اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ

اگر میں انہیں دور کروں گا ۱ تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا

عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۲ اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں ۳ اور نہ یہ

اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ

کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۴ اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر

لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ

سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا ۵ اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے

اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

ایسا کروں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں ۶ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے

فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

اور بہت ہی جھگڑے ۷ تو لے آؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ

سچے ہو بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے ۸ اور تم

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ

تھکا نہ سکو گے اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں

اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ

تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے ۹ وہ تمہارا

رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۱۰ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جی سے بنا لیا تم

اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

فرماؤ اگر میں نے بنا لیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں ۱۱

ع ۳

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن
اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر
قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ
جتنے ایمان لا چکے ۱ تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں ۲ اور کشتی
الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ
بناؤ ہمارے سامنے ۳ اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات
ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ
نہ کرنا وہ ضرور ڈبائے جائیں گے ۴ ۵ اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی
عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا
قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے ۶ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو
مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ
تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے ۷ جیسا تم ہنستے ہو تو اب جان جاؤ گے کس پر
مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ
آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ
مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ
رہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور ابلا ۸ ہم نے فرمایا کشتی میں
فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ
سوار کرلے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ۹
عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾
ان کے سوا اپنے گھر والوں ۱۰ اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے
وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي
اور بولا اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ۱۱ بیشک میرا رب

۱۔ آپ پر تقریباً اسّی۸۰ آدمی ایمان لائے آٹھ اپنے گھر کے۔ بہتر (۷۲) قوم کے ۲۔ یعنی یہ کفار جو کفرو شرک یا سرکشی یا آپ کو ایذا رسانی کر رہے ہیں' اس پر آپ ملول نہ ہوں۔ کچھ دن انہیں رنگ رلیاں کر لینے دو۔ اب ہلاک ہوا چاہتے ہیں' جیسے پھانسی کا ملزم حاکم پولیس کو گالیاں دیتا ہے تو کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے کفر سے بیزار یا ناراض نہ ہوں' کفر سے بیزاری و ناراضی کمال ایمان ہے ۳۔ چنانچہ آپ نے ساگوان کی لکڑی سے بارہ سو گز لمبی چھ سو گز چوڑی' تین سو گز اونچی کشتی بنائی۔ جس میں تین طبقے رکھے ایک چرندے جانوروں کے لئے۔ دوسرا انسانوں کے لئے تیسرا پرندوں کے لئے ۴۔ یعنی یہ کفار جن کے کفر پر مرنے اور ہلاک ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی سفارش و شفاعت نہ کرنا کہ ان کی ہلاکت قضا مبرم ہو چکی جو ٹل نہیں سکتی اور آپ کی بات خالی جائے یہ مناسب نہیں اس ممانعت شفاعت میں ان حضرات کی انتہائی عظمت شان ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کفار کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کے لئے دعاء نجات کرنا منع ہے اور جو کافر ہو کر مر چکے ان کے لئے دعاء مغفرت حرام' رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ ۶۔ اور کہتے تھے کہ اب تک تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے مگر دیوانے بڑھئی ہو کر بلا ضرورت خشکی میں کشتی بنا رہے ہو۔ خشکی کے لئے تو گاڑی بنائی ہوتی۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوش ہونا۔ ان کے کفر کا مذاق اڑانا عبادت ہے' آیت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ ہم دنیا میں تمہارے غرق پر' آخرت میں تمہارے حرق پر ہنسیں گے اور خوش ہوں گے ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ تنور سے روٹی پکانے کا تنور مراد ہے یہ تنور کوفہ کی جامع مسجد کے دروازہ کی داہنی جانب واقع تھا۔ اب بھی وہاں کچھ آثار موجود ہیں۔ طوفان آنے کی یہ علامت فرمادی گئی تھی کہ جب اس تنور سے قدرتی طور پر پانی جوش مارے تو سمجھ لو کہ عذاب آگیا۔ فوراً کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ تنور کے متعلق اور بھی کئی قول ہیں' یہ تنور آدم علیہ السلام کے زمانہ کا تھا اور پتھر کا تھا۔ میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے' اب وہاں تنور نہیں ہے۔ پانی اب بھی رہتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلے سے بھی زیادہ برا ہے' کیونکہ کتوں بلوں کو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت تھی۔ کفار کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اور بیویاں سب اہل میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ چنانچہ جب آپ کشتی چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے چل پڑتی۔ اور جب اسے ٹھہرانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے ٹھہر جاتی تھی۔ اب بھی جو شخص دریائی سواری میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو انشاء اللہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام پر بسم اللہ پڑھنا بڑی پرانی سنت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے ساتھ موقع کے مطابق الفاظ ملا دینا چاہیے' چنانچہ دوا پیتے وقت بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی پڑھے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے دم کرتے وقت بسم اللہ ارقیك کہے۔

۱۔ کیونکہ کئی دن تک مسلسل بارش موسلادھار ہوتی رہی۔ زمین نے بجائے پانی چوسنے کے پانی اگلنا شروع کر دیا ۲۔ حضرت علی کی قرات میں ہے ابنہا یعنی آپ کی کافرہ بیوی واملہ کا بیٹا۔ بعض علماء نے اس بناء پر فرمایا کہ کنعان آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ آپ کا سگا بیٹا تھا ۳۔ یعنی ایمان لا کر کشتی پر سوار ہو جا۔ کیونکہ کشتی میں سوار ہونے کی صرف مومنوں کو اجازت تھی اس سے معلوم ہوا کہ یہ طغیانی ایک نوعیت سے عذاب تھی لہٰذا کنعان کا اس وقت ایمان لانا معتبر ہو جاتا۔ نیز اگر یہ پانی ہر طرح عذاب ہوتا تو پھر کسی مسلمان کو اس حصہ زمین پر آباد ہونا درست نہ ہوتا جہاں یہ طغیانی آئی۔ کیونکہ عذاب کی بستی میں ٹھہرنا منع ہے ۴۔ یہ گفتگو پہاڑوں کے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ

ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور وہی انہیں لئے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ

وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ

۱ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا ۲ اور وہ اس سے کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے

مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ

ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ۳ بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا

يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا ۴ کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ۵

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری ۶ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ

انصاف لوگ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا ۷ عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا

اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ

گھر والا ہے ۸ اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ۹ فرمایا

يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ۱۰ بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں ۱۱ تو مجھ سے

تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ

وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں ۱۲ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

پانی میں غرق ہو جانے سے پہلے کی ہے' آخر میں تمام پہاڑ بھی پانی میں غرق ہو گئے تھے ۵۔ کنعان کا ڈوبنا بھی نوح علیہ السلام کی دعا سے ہی ہوا تھا کیونکہ آپ نے دعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اس دعا میں کسی کافر کا استثناء نہیں فرمایا گیا۔ نہ کنعان کا نہ کسی اور اپنے گھر والے کافر کا۔ لہٰذا اس میں آپ کی دعا کا رد نہیں۔ بلکہ پچھلی دعا کی قبولیت کی تکمیل ہوئی ۶۔ جودی پہاڑ موصل کے علاقہ میں واقع ہے۔ نوح علیہ السلام دسویں رجب کشتی پر سوار ہوئے اور دسویں محرم کو جمعہ کے دن جودی پہاڑ پر اترے اور شکریہ کا روزہ رکھا۔ شام کو مختلف غلے جمع کر کے پکا کر ملاحظہ فرمائے۔ (خزائن وغیرہ) دسویں محرم کو نجات موسیٰ علیہ السلام ملاقات یعقوب و یوسف علیہما السلام۔ نجات یونس علیہ السلام ہوئی ۷۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نوح علیہ السلام رب کے کلام کا مطلب نہ سمجھ سکے کہ اھلک سے مراد مومن اہل بیت ہیں۔ بلکہ یہ متکلم کے کلام کو رحمت پر محمول کرنا ہے' جیسے قائل کا قول۔ وَمِثْلُكَ الْاَمِيْرُ يَحْمِلُ عَلَى الْاَدْهَمِ یہ غایت رحمت کی دلیل ہے۔ اھلی میں لغوی معنی مراد ہیں اور لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں مقصودی معنی مراد ہیں ۸۔ اس عرض میں کنعان کے بچنے کی دعا نہیں' کیونکہ وہ تو ڈوب چکا تھا اب بچنے کے کیا معنی مقصد یہ ہے اب میری قوم کہے گی کہ کنعان تو تمہارا گھر والا تھا وہ کیوں ڈوب گیا۔ میں اسے کیا جواب دوں ۹۔ یعنی تمہارا گھر والا وہ ہے جو تمہارے دین پر ہو ۱۰۔ یہاں عمل غیر صالح سے مراد بد عقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے اور کفار کی صحبت بھی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص شیعہ وہابی یا مرزائی ہو جاوے وہ سید نہیں۔ اگرچہ حضرت علی کی اولاد سے ہو۔ کیونکہ سید ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے۔ دیکھو کافر بیٹا مومن باپ کی میراث نہیں پاتا۔ قرابت نسبی اگرچہ دینی قرابت سے قوی ہے' لیکن بغیر قرابت دینی کے نسبی قرابت بیکار ہے۔ ۱۱۔ یعنی اتنی ظاہر بات ہم سے نہ پوچھو۔ اس کا جواب تم خود ہی قوم کو دے دو۔ جیسے کوئی بڑا شاگرد استاد سے معمولی سوال کرے تو استاد کہے کہ نادان نہ بنو۔ یہ سوال تمہاری شان کے خلاف ہے۔

ربع

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــٴَـلَكَ

نادان نہ بن لے عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے

مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ

وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ

ہو جاؤں ۲ فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ ۳ جو

وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ

جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے ۴ کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ وہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ

دیں گے ۵ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری

اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ

طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے ۶

فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

تو صبر کرو بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا ہے ۷ اور عاد کی طرف ان کے ہم قوم

هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

ہود کو ۸ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۹ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ

تم نرے مفتری ہو اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ۱۰ تو کیا تمہیں عقل نہیں

وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ

اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو ۱۱ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی

۱۔ خیال رہے کہ اس آیت میں حضرت نوح کے علم کی نفی مقصود نہیں' کیونکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کنعان میرا بیٹا ہے اور واقعی وہ بیٹا تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر کی بخشش نہیں' کہ یہ عقاید کا مسئلہ ہے' اس میں اظہار غضب ہے رب منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ اے محبوب ان بے ایمانوں کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ یعنی ان کی شفاعت نہ کرو ۲۔ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے جیسے رب تعالٰی کا یہ فرمان اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ ورنہ نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ رب تعالٰی نبی کی بخشش نہ فرمائے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نقصان والوں سے ہوں۔ ان کے صدقہ سے ہزارہا گنہگار مومن بخشے جائیں گے

۳۔ برکتوں سے مراد زیادہ اولاد ہے اور اولاد میں انبیاء و اولیاء ہیں' کیونکہ بعد کی تمام دنیا نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے' اور سارے پیغمبروں کے آپ جد امجد ہیں ۴۔ یا تو کشتی کے ساتھی مراد ہیں یا قیامت تک ایمان کے ساتھی۔ یعنی مومنین ۵۔ اس سے آپ کی اولاد کے کفار مراد ہیں' کیونکہ دنیاوی سامان انہیں بھی ملے گا ۶۔ اس میں یہ نہ فرمایا کہ کتنے پہلے' قوم تو اس خبر دینے سے پہلے بالکل نہ جانتی تھی' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رب کے بتانے سے پہلے نہ جانتے تھے۔ مگر بتایا کب' اس کے لئے خود سرکار فرماتے ہیں۔ کہ اس نے دست رحمت میرے سینے پر رکھا۔ تو تمام چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں ۷۔ یعنی اگرچہ بعض دفعہ متقیوں پر آزمائش آ جاتی ہے مگر انجام کار غلبہ انہیں کا ہوتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ دنیا تو متقی و فاسق سب کو مل جاتی ہے' مگر آخرت کی بھلائی صرف متقیوں کے لئے ہے' خیال رہے کہ متقی کی بہت قسمیں ہیں' ایسے ہی آخرت کی بھلائی کی بھی بہت صورتیں ہیں' جس درجہ کا متقی ہو گا اسی درجہ کی بھلائی ملے گی۔ صحابہ کرام کی بھلائی اور درجہ کی ہے۔ اولیاء اللہ کی بھلائی کچھ اور بلکہ ہر مومن بھی مومن اور متقی ہے وہ بھی وہاں کی بھلائی کا مستحق ہے' ۸۔ یہاں بھائی نسبی اعتبار سے فرمایا گیا' کہ ہود علیہ السلام اس قوم کے ہم نسب تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی ۹۔ خیال رہے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفر چھوڑو' ایمان قبول کرو' یا مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر رب کی عبادت کرو' جیسے بے وضو سے کہا جائے کہ نماز پڑھ' یعنی وضو کر پھر نماز پڑھ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مشرک عبادت کا مکلف نہیں ۱۰۔ سارے رسولوں نے اپنی قوموں سے یہ ہی فرمایا۔ کیونکہ خالص نصیحت وہ ہی کر سکتا ہے۔ جو بے غرض ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں۔ کہ اس نے نبوت کے بہانہ سے اپنا اور اپنی اولاد کا پیٹ پالا۔ بے غرض نصیحت کرنے والا یقینی سچا خیر خواہ ہوتا ہے ۱۱۔ اس طرح کہ ایمان لا کر کفر سے توبہ کرو' اور نیک اعمال کر کے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔ یعنی زبانی توبہ اور عملی توبہ کرو۔

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا اور جرم کرتے ہوئے

مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

روگردانی نہ کرو۔ بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے ۳ اور ہم

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ۳

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بڑی جھپٹ پہنچی ۴ کہا

اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ ۵ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ

اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو ۶ پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ

اللہ پر بھروسہ کیا ۷ جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی

اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے ۸

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَ

پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا ۹ اور

يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ؕ

میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا ۱۰ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آیا

۱۔ جب ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہ مانی' تو تین سال تک ان پر بارش نہ آئی۔ ان کی عورتیں بانجھ ہو گئیں' سخت قحط پڑ گیا تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں معذرت کرتے ہوئے حاضر ہوئے' تب آپ نے یہ جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے مال میں اولاد میں برکت ہوتی ہے' بارشیں آتی ہیں' یہ قرآنی عمل ہے اور استغفار پڑھنے کا بہترین وقت بعد سنت فجر ہے ۲۔ ہمیشہ ضدی اور جھوٹے لوگ یہ ہی کہتے ہیں' ہزارہا قوی دلائل سن کر بھی کہتے ہیں کہ تم نے کوئی دلیل دی ہی نہیں ۳۔ یعنی ہم صرف تمہاری باتوں سے ایمان نہ لائیں گے کوئی قوی دلیل لاؤ۔ یہ ہے مقولہ کفار مومن کے لئے نبی کا فرمان ہزار دلائل سے بڑھ کر دلیل ہے۔ نبی کی نبوت کی دلیل ان کا معجزہ ہے جب معجزے سے ان کی نبوت مان لی تو پھر وہ خود توحید' ایمان' اعمال کی دلیل ہو گئے۔ مصرع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین نبی کی عقل پر غالب نہیں آسکتے۔ اور نہ انہیں دیوانہ کر سکتے ہیں۔ نظر بد اور جادو کا نبی پر اثر ہو جانا ایسا ہے' جیسا تلوار اور زہر کا اثر ہو جانا۔ مگر شیطان کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اس لئے رب نے اسے مقولہ کفار فرمایا ۵۔ یہاں بطور استہزاء اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ شرعی گواہی اس سے مراد نہیں۔ کیونکہ مومن کا گواہ کافر نہیں ہوتا۔ نیز دشمن کا اپنی مخالفت پر گواہ نہیں ہوا کرتا ۶۔ یہ ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے معنی کا ظہور جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دل میں رب کے مقابل کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا ۷۔ آپ نے توکل کی اعلیٰ قسم پیش فرمائی۔ یعنی اسباب چھوڑنا' خالق اسباب پر نظر رکھنا ۸۔ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو انہیں چاہے وہ سیدھا راستہ اختیار کرے۔ وہ تب ملیں گے۔ ورنہ راستہ پر تو وہ ہوتا ہے جو منزل پر نہ پہنچا ہو۔ جیسے کہا جاوے کہ لاہور سیدھے راستہ پر ہے' رب نے حضور سے فرمایا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۹۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی اپنی امت تک سارے شرعی احکام اپنی حیات شریف میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے' لہٰذا بوقت وفات حضور کا فرمانا کہ قلم دوات لاؤ میں کچھ لکھ دوں' نئے حکم کی تحریر کے لئے نہ تھا۔ بلکہ انہی بتائی ہوئی باتوں میں سے بعض باتیں لکھنا مقصود تھیں' اسی لئے بعد میں حضور نے تحریر بھی نہ فرمایا۔ ضروری باتیں تو حیات شریف ہی میں پہنچا دی تھیں ۱۰۔ یہ قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی قوم دین کی خدمت نہ کرے' تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کر کے دوسری قوم اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے' ابوجہل وغیرہ نے سرکشی کی تو انہیں ہلاک فرما کر مدینہ طیبہ کے انصار سے دین کی خدمت لے لی۔ ہم اس کے حاجت مند ہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مومن نبی کے ساتھ ہوتے ہیں اور نبی کی ہمراہی عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے ۲۔ آپ پر کل چار ہزار آدمی ایمان لائے جو عذاب سے محفوظ رہے' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان و نیک اعمال نجات کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ درحقیقت نجات رب کی رحمت سے ملتی ہے۔ اس لئے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا فرمایا گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے انکار کے عذاب الٰہی نہیں آتا۔ اگرچہ انسان دعویٰ خدائی کرے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے۔ کیونکہ قوم عاد کے پاس صرف ایک نبی ہود علیہ السلام تشریف لائے تھے اور فرمایا گیا جمع کا صیغہ رسلہ یعنی انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا۔ اس لئے کہ سارے رسولوں کا دعویٰ ایک ہی ہے یعنی ایمان بالتوحید' لہٰذا ایک کا انکار سب کا انکار ہوا ۴۔ دنیا میں لعنت تو توبہ کی توفیق نہ ملنا اور عذاب کا آنا' بدنام ہونا اللہ کے بندوں کا ناراض ہونا ہے' قیامت کی لعنت منہ کالا ہونا۔ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنا اور فرشتوں کے ہاتھ گرفتار ہونا ہے ۵۔ اس طرح کہ اس کے پیغمبر کا انکار کیا اور پیغمبر کا انکار رب کا انکار ہے ۶۔ قوم عاد دو ہیں عاد ہود جنہیں عاد اول اور عاد قدیمہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرے عاد ارم جنہیں عاد حدثیہ یا عاد جدیدہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عاد کے ساتھ فرمایا گیا قوم ہود ۷۔ ان انبیاء کو اخاھم فرما کر یہ بتایا گیا کہ وہ حضرات اسی قوم سے تھے' ابراہیم و لوط علیہما السلام کی طرح دوسری قوموں یا دوسری جگہ سے تشریف نہ لائے تھے' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قوم کو اجازت تھی کہ وہ ان پیغمبروں کو بھیا کہہ کر پکارے' رب فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۸۔ اس طرح کہ تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو زمین سے بنایا۔ ان کا زمین سے بنانا تم سب کا اس سے بنانا ہے' اسی لئے انہیں آدم اور تمہیں آدمی کہا جاتا ہے یعنی مٹی والا ۹۔ استعمر یا تو عمران سے بنا ہے یا عمر سے عمران بمعنی آبادی یعنی زمین کو تم سے آباد کیا یا تمہیں لمبی عمریں بخشیں' چنانچہ قوم ثمود کی عمریں تین سو برس سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھیں۔ لیکن انہوں نے اس لمبی عمر سے لمبے گناہ کئے ۱۰۔ یہاں استغفار سے مراد زبانی توبہ ہے اور توبہ سے مراد عملی توبہ' زبانی توبہ عملی توبہ سے پہلے ہونی چاہیے۔ اسی لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ یا استغفار گزشتہ گناہوں سے معافی مانگنا ہے اور توبہ آئندہ گناہوں سے کنارہ کش ہو جانے کا معاہدہ کرنا یا استغفار بدعقیدگیوں سے علیحدگی کا نام ہے اور توبہ بدعملیوں سے دور رہنے کا نام بہرحال آیت میں تکرار نہیں ہے' اس سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بڑی پرانی سنت ہے آدم علیہ السلام نے سب سے پہلی عبادت توبہ ہی کی ۱۱۔ یعنی اس کی رحمت توبہ کرنے والوں سے قریب ہے' اس کی تفسیر یہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۲۔ یعنی ہم کو تم سے یہ امید تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے' یہ اس لئے کہا کہ آپ ظہور نبوت سے پہلے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے' مہمان نوازی' غریبوں کی مدد' حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام ظہور نبوت سے پہلے ہی اعلیٰ صفات کے مالک ہوتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کا یہ حال نہیں اس کی ابتدائی زندگی بہت خراب ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام نے کبھی بت پرستی نہ کی ورنہ وہ یہ کہتے کہ جن کی پوجا کل تک تم خود کرتے تھے آج انہیں اس سے روکتے ہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے باپ دادوں نے بھی بت پرستی نہ کی' ورنہ وہ کہتے کہ جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اس سے ہمیں روکتے ہو۔ خیال رہے کہ یہاں اٰبَآؤُنَا سے ان کی کمال توحید معلوم ہوئی۔ یَعْبُدُ مضارع بمعنی ماضی

نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ

ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۱ اور

نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا

انہیں سخت عذاب سے نجات دی ۲ اور یہ عاد ہیں کہ اپنے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی ۳ اور ہر بڑے سرکش

عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت ۴ اور قیامت کے دن

اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾

سن لو بیشک عاد اپنے رب سے منکر ہوئے ۵ ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم ۶

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو ۷ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ۸

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ

اور اس میں تمہیں بسایا ۹ تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ ۱۰ بیشک

رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا

میرا رب قریب ہے دعا سننے والا ۱۱ بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم

مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

ہوتے تھے ۱۲ کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو

وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ

پوجیں ۱۳ اور بیشک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکا ڈالنے والے شک

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) ہے' جیسا کہ روح البیان وغیرہ میں ہے ۱۴۔ یہاں شک سے مراد انکار ہے نہ کہ تردد' وہ تو صالح علیہ السلام کو بالکل سچا نہ مانتے تھے۔ جیسا کہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

میں ہیں ۱۳ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۱ اور

مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ قف

اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ

کروں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو ۲ کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا

ہاتھ نہ لگانا ۳ کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا تو انہوں نے اس کی

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

کوچیں کاٹیں ۴ تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو ۵ یہ وعدہ ہے کہ

مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۶ اور اس دن کی رسوائی سے بیشک تمہارا رب

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آ لیا ۷

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی

فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع

نہ تھے سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ۸ ارے لعنت ہو ثمود پر

ا۔ یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے ہے واجب پر تعلیق تاکید کے لئے ہوتی ہے ۲۔ بعض لوگ بعض اولیاء کے جنگل میں شکار نہیں کرتے' وہاں کی لکڑی نہیں جلاتے ان کی دلیل یہ آیت ہے' کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا گوشت شرعاً" حرام نہ تھا اونٹ حلال ہے' مگر نقصان دہ تھا' اس سے عذاب الٰہی آ جاتا تھا۔ اس لئے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ایسے ہی ان جنگلوں کے جانور یا لکڑیاں حرام نہیں' مگر نقصان دہ ہوتی ہیں' جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ للہذا اس سے بچتے ہیں' جیسے کہ طبیب کسی کو گائے کے گوشت یا ارد کی دال سے منع کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب والی جگہ کے پانی پینے سے منع فرمایا۔ بلکہ اس سے گوندھے ہوئے آٹے کو بھی پھینکوا دیا۔ حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ نقصان کی وجہ سے ۳۔ یعنی اسے زخمی نہ کرو' اسے ذبح نہ کرو۔ اگر کسی کے کھیت سے کھائے تو اسے نہ نکالو اس اونٹنی کا یہ لوگ دودھ پیتے تھے' اسکا دودھ ساری قوم کو کافی ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ ہزار تھے' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے معجزے کا احترام چاہیے' اس کی بے حرمتی پر عذاب الٰہی آنے کا خطرہ ہوتا ہے' پاکستان میں ایک بھینس کے بچہ ہوا جس کی پیشانی پر محمد لکھا ہوا تھا۔ گجرات میں مرغی کے انڈے پر محمد اور احمد لکھا ہوا دیکھا گیا۔ بعض پتھروں پر حضور کے نام لکھے دیکھے گئے' ایسا ایک پتھر میرے پاس بھی ہے ان تبرکات کو مٹانا نہ چاہیے۔ بلکہ ان کا احترام ضروری ہے۔ کہ یہ نبی کے معجزے ہیں' ان کی بے حرمتی لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ میں داخل ہے ۴۔ انہوں نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے' دوسرے روز سرخ تیسرے دن کالے' ایسا ہی ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول آئندہ کے حالات بہ تعلیم الٰہی جانتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام کو تعلیم الٰہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مرے گی' یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ ۶۔ یہاں معیت سے ایمانی ہمراہی مراد ہے نہ کہ وقت کی ہمراہی' کیونکہ نبی کا ایمان امت کے ایمان سے پہلے ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ نے ان سب بزرگوں کو پہلے ہی وہاں سے نکال دیا' ان کے پیچھے کفار پر عذاب آیا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۷۔ یہ آواز حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز تھی' جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے آج بھی بجلی کی کڑک اور بم کی آواز سے موت واقع ہو جاتی ہے دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے فاخذتھم الرجفۃ انہیں زلزلے نے پکڑ لیا ہو سکتا ہے کہ اس آواز سے زمین میں زلزلہ بھی پیدا ہو گیا ہو' جیسا آج دھماکے سے زمین ہل جاتی ہے' للہذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ کیونکہ وہ نبی کے انکاری ہوئے' اور نبی کا انکار رب کا انکار ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا
اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام [1]
قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾
کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا لے آئے [2]
فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ
پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کی اوپری سمجھا اور جی
مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ
ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا [3] بولے ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے
لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا
گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی [4] تو ہم نے اسے

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ
اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی [5] بولی
يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ
ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا [6] اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بیشک
هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ
یہ تو اچنبھے کی بات ہے [7] فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو [8] بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا
مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ
عزت والا ، پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا [9] اور اسے
الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ
خوشخبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا [10] بیشک ابراہیم

۱۔ جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں یہ خوشخبری دینے آئے کہ حضرت سارہ کے شکم سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری بہت شاندار ہوتی ہے کہ ان کی بشارتیں پہلے دی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو رب نے علم غیب بخشا ہے جس سے وہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں تیسرے یہ کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ملائکہ اور سنت انبیاء ہے' چوتھے یہ کہ سنت یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا' مہمانوں کو کھلانا سنت ابراہیمی ہے' اور مہمان کی تواضع کھانے سے کرنا' اگرچہ واقفیت نہ ہو سنت ہے ۳۔ کیونکہ اس زمانے میں نووارد کا میزبان کے گھر سے کچھ نہ کھانا جنگ کی علامت تھی۔ کہ یہ لڑنے آیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کا خوف توکل اور نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فرشتہ کسی اور کام کے لئے آئے تو ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسے نہ پہچانے۔ مگر جب شرعی وحی لے کر آئے گا تو پیغمبر کا پہچاننا لازم ہے ۴۔ خوشی کی وجہ سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوشی منانا اچھا ہے ۵۔ یعنی اے سارہ تم یعقوب علیہ السلام کو بھی اپنی گود میں کھلاؤ گی۔ تمہاری عمر اتنی دراز ہوگی کہ پوتے کی بہاریں دیکھو گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہے۔ خوشخبری فرشتوں نے دی' رب نے فرمایا ہم نے دی ۶۔ یا تو یہ کلام تعجب کے طور پر ہے یا کیفیت ولادت کے بارے میں سوال ہے کہ آیا ہم دونوں دوبارہ جوان کئے جاویں گے' پھر بچہ ملے گا یا اسی طرح بوڑھے ہونے کی حالت میں' یہ کلام افسوس کا نہیں' خوشی کا ہے ۷۔ کہ ایک سو بیس برس کے بوڑھے اور ننانوے برس کی بوڑھی بانجھ بی بی کے اولاد ہو۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے' خصوصاً" ایسا صالح فرزند۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے۔ یہاں حضرت سارہ کو علیکم سے اس لئے خطاب فرمایا۔ کہ انہیں اہل بیت کہا گیا ہے جو مذکر ہے۔ ۹۔ یہ معلوم ہو کر کہ یہ لوگ فرشتے ہیں۔ اس لئے نہیں کھاتے آپ کا خطرہ دور ہوگیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے اللہ پر ناز فرماتے ہوئے اس سے جھگڑتے بھی ہیں' اور اس پر ضد بھی کرتے ہیں' ان کی یہ ضد رب کو پسند ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کے پیاروں سے جھگڑنا رب سے جھگڑنا ہے' کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے جھگڑتے تھے' رب نے فرمایا ہم سے جھگڑے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر قوم لوط کی شفاعت نہ کی بلکہ ضمناً" تاخیر عذاب کی کوشش کی۔

لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

تحمل والا بہت آہیں کرنیوالا رجوع لانیوالا ہے ۱ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ

اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ

بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ

کہ پھیرا نہ جائے گا ۲ اور جب لوط کے یہاں ہمارے فرشتے آئے اسے ان کا

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

غم ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا ۳ اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا

اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی ۴ اور انہیں آگے ہی سے برے

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ

کاموں کی عادت پڑی تھی کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں

هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ

ہیں ۵ یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا

ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ

نہ کرو ۶ کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں ۷ بولے تمہیں

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ

معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ۸ اور تم ضرور جانتے

مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى

ہو جو ہماری خواہش ہے بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی

رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ

مضبوط پائے کی پناہ لیتا ۹ فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۱۰

۱۔ یعنی آپ بہت رقیق القلب تھے' کفار کی ہلاکت نہ چاہتے تھے' چاہتے تھے کہ قوم لوط کو کچھ اور تامل اور غور کا موقعہ مل جائے' شاید وہ ایمان لے آویں' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں' مومنوں کے لئے شفاعت ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقدیر مبرم کسی صورت میں نہیں ٹل سکتی دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی رب کی بارگاہ میں وہ عزت ہے کہ رب ان کو تقدیر مبرم کے خلاف دعا کرنے سے روک دیتا ہے' تا کہ انکی زبان خالی نہ جاوے ۳۔ آپ مہمانوں کی آمد سے تنگ دل نہ ہوئے' بلکہ اپنی قوم کی بد عملی سے' کیونکہ یہ فرشتے نہایت حسین لڑکوں کی شکل میں تھے' مہمانوں سے تنگ دل ہونا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے' یہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو کر بستی سدوم میں پہنچے ۴۔ کیونکہ انہیں لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نے خبر دے دی تھی کہ ہمارے گھر نہایت حسین لڑکے آئے ہیں ۵۔ تمہاری بیویاں جو میری قومی بیٹیاں ہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اس سے پتہ لگا کہ آپ اس مردود قوم کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں فرما رہے ہیں' جیسے بزرگ اپنے چھوٹوں کو بیٹا یا بٹی کہہ دیا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانوں کی خدمت اور ان کی حفاظت سنت انبیاء ہے۔ اگرچہ ان کو پہچانا بھی نہ ہو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول اپنے مہمانوں کو ستانے والوں پر ناراض اور ان کی خدمت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں' اسی لئے اہل مدینہ اب بھی زائرین کی خدمت کرتے ہیں' کہ یہ لوگ صاحب عرش کے مہمان ہیں۔ ان کی خدمت سے صاحب عرش خوش ہوں گے' ان سب کی اصل یہ آیت ہے ۷۔ یعنی اگر تم ضد سے میری بات نہیں مانتے تو تم میں اگر کوئی عقلمند ہو جو تمہیں ان حرکتوں سے روکے اس کی مان لو' یہ کلام آپ نے نہایت پریشانی کی حالت میں کیا ۸۔ یعنی ہم کو ان کی طرف رغبت نہیں' یا ہم عورت کے قابل نہیں رہے' کیونکہ اغلام کرنے والا عورت پر قادر نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ وہ ان کی بیویاں تھیں ۹۔ معلوم ہوا کہ قوم کی یا ظاہری طاقت کی پناہ لینا شرک نہیں۔ نبی کا فعل ہے آپ نے اس پر افسوس کیا کہ میری قوم میں میرا مددگار کوئی نہیں ۱۰۔ اس قوم پر عذاب لائے ہیں۔ نہ کہ آپ پر وحی کیونکہ وحی لانے والے فرشتے کو نبی ضرور پہچانتے ہیں' ورنہ وہ وحی یقینی نہ رہے' خیال رہے کہ فرشتوں کا خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آنا گویا مجرموں کو موقع واردات پر پکڑنے کے لئے تھا۔ جیسے پولیس مجرم کے پاس سادہ وردی میں پہنچ کر جرم کرتے ہوئے مجرم موقعہ پر پکڑتی ہے۔ جس سے مقدمہ کا ثبوت قوی ہو جاتا ہے۔

ا۔ نہ اپنے گھربار کو' نہ مال و متاع کو' نہ قوم کے لوگوں کو' ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر غم کرنا بھی گناہ اور ہلاکت کا سبب ہے کیونکہ آپ کی یہ بیوی اسی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ کہ اس نے آپ کے ساتھ جاتے ہوئے قوم کی ہلاکت محسوس کر کے کہا ہائے میری قوم' یہ کہتے ہی ایک پتھر اس کی کھوپڑی پر بھی پڑا۔ وہاں ہی ڈھیر ہو گئی' یہ پتھر پکی ہوئی مٹی کے تھے' ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا تھا۔ ان پتھروں نے بم کا کام دیا۔ ہر پتھر اپنے نام والے پر پڑا ۳۔ معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو باعلام الٰہی معلوم تھا کہ کون کافر مرے گا اور کون مومن ہو کر' اور یہ لوگ کب اور کہاں ہلاک ہوں گے' یہ تینوں باتیں علوم خمسہ میں سے ہیں حضور کا علم تمام فرشتوں سے زیادہ ہے

يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا

وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم میں کوئی

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ

پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے [۱] سوائے تمہاری عورت کے [۲] اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو

اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ

انہیں پہنچے گا [۳] بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے [۴] کیا صبح قریب

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

نہیں [۵] پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ ۙ

نیچا کر دیا [۶] اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے [۷]

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں [۸]

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور مدین کی طرف [۹] ان کے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ

پوجو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں

وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کمی نہ کرو [۱۰] بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ

دن کے عذاب کا ڈر ہے [۱۱] اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف

الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو [۱۲]

ان پر یہ کیسے مخفی رہے ۴۔ معلوم ہوا کہ صبح صادق کا وقت محبوبوں پر رحمت آنے کا وقت ہے اور مردودوں پر عذاب آنے کا وقت ہے اس لئے اس وقت استغفار پڑھنا۔ عبادات کرنا افضل ہے ۵۔ لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کی ہلاکت بہت جلد چاہتا ہوں' تب فرشتوں نے عرض کیا کہ سویرا قریب ہی ہے آپ اسے دور نہ سمجھیں ۶۔ یعنی ان پانچ بستیوں کا تختہ الٹ دیا۔ ان میں بڑا شہر سدوم تھا۔ ان کی کل آبادی چار لاکھ تھی۔ جبریل علیہ السلام نے ان شہروں کے نیچے ہاتھ ڈال کر اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ وہاں کے مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں۔ اور ایسا اچانک اٹھایا کہ برتنوں کا پانی تک نہ چھلکا۔ سونے والے جاگ نہ سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ بدکاری بہت ہی فحش اور سخت گناہ ہے۔ کہ قوم لوط پر اتنا سخت عذاب آیا۔ جتنا اوروں پر نہ آیا۔ اسی لئے اسلام میں قتل کی سزا قتل' مگر زنا کی سزا رجم ہے ۸۔ یعنی جہاں وہ پتھر پڑے تھے وہ جگہ ان کفار مکہ سے دور نہیں' ان کے راستہ میں پڑتی ہے' یا وہ عذاب ان پر بھی آ سکتا ہے۔ صرف آپ کی ذات انہیں اس عذاب سے بچائے ہوئے ہے رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۹۔ قوم مدین یا شہر مدین کی طرف' مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام تھا۔ ان کی اولاد کو قبیلہ مدین اور ان کی بستی کو قریہ مدین کہا گیا ۱۰۔ اس قوم نے پیمانے چھوٹے بڑے اور ترازو کے باٹ کم زیادہ رکھے ہوئے تھے' چھوٹے پیمانوں اور ہلکے باٹوں سے دیتے تھے۔ اور بڑے پیمانے اور بھاری باٹوں سے لیتے تھے ۱۱۔ ایسا عام عذاب جس سے کوئی بچ نہ سکے' خیال رہے کہ جب گناہ عام ہو جاوے تو عذاب آتا ہے جس میں بے گناہ جانور اور بچے بھی گرفتار ہو جاتے ہیں' اس کو عذاب محیط کہا جاتا ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفار بھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگرچہ عبادات شرعاً ان پر واجب نہیں' لہٰذا کافر پر نماز فرض نہیں۔ مگر ٹھیک تولنا اس پر بھی لازم ہے' چوری کرنا اس پر بھی حرام ہے لہٰذا کافر کو مسلمان سے سود لینے سے حکومت اسلامیہ روکے گی۔ معاملات کی خرابی سے کفار پر دنیا و آخرت میں عذاب ہوا اور ہو گا۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر ماں باپ پر عذاب ہو گا۔

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو لہ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ۬ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾

بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو لہ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں لہ

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ

بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا

اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ

کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی

لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ

تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو لہ کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں

عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ

اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں لہ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے

اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ

اچھی روزی دی لہ اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ

اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

اس کے خلاف کرنے لگوں لہ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں لہ اور میری

عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ

توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں لہ اور

شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ

اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموا دے کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی

هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾

قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں لہ

۱۔ ڈکیتی و چوری کرتے ہوئے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی۔ بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہے اور کتیا دس بارہ۔ اور بکریاں ہزاروں ذبح ہوتی ہیں کتا کوئی ذبح نہیں ہوتا۔ مگر ریوڑ بکریوں کے دیکھے جاتے ہیں نہ کہ کتوں کے۔ حلال کی تھوڑی روزی حرام کی بہت روزی سے بہتر ہے ۳۔ شعیب علیہ السلام کے دین میں جہاد نہ تھا صرف زبانی تبلیغ کا حکم تھا آپ تمام دن وعظ فرماتے' اور تمام رات نماز پڑھتے تھے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کی توہین کی نیت سے تعریف کے الفاظ بولنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ یہ تعریف نہیں بلکہ مذاق اور دل لگی ہے' خیال رہے کہ نعت گو اور نعت خواں نعت میں اپنی اپنی نیت درست کریں۔ کفار نے اپنے نبی کو حلیم اور رشید کہا۔ لفظ اچھے تھے مگر نیت گندی تھی ۵۔ روشن دلیل سے مراد نبوت اور وحی ہے۔ اگر فرمانا قوم کی حالت کی بنا پر ہے ورنہ آپ کی نبوت اور وحی ایسی حق الیقین تھی کہ جس میں شک کی گنجائش نہ تھی' ۶۔ روحانی روزی یعنی ہدایت، نبوت اور وحی جس سے دائمی زندگی وابستہ ہے یا جسمانی حلال روزی' جس میں حرام کا شائبہ بھی نہ ہو۔ حضرت شعیب علیہ السلام بہت بڑے مالدار تھے۔ جائیداد جانور وغیرہ بہت تھے' (روح البیان) ۷۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرانا یا نفس امارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ انبیاء کرام کا نفس امارہ نہیں ہوتا رب فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔ اور شیطان ان پر مسلط نہیں' رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ" اس آیت میں بتایا گیا میں ممنوع کام کرنا تو کیا معنی اس کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ جب انبیاء کرام ارادہ گناہ سے محفوظ ہیں تو گناہ کیا معنی جو انہیں گنہگار مانے وہ شیطان سے بدتر ہے۔ کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں خاص بندوں پر غلبہ نہ پا سکوں گا اور یہ بدنصیب انہیں گنہگار یا گمراہ مانتا ہے ۸۔ آپ کے اس کلام شریف میں اس جانب اشارہ ہے کہ کوئی شخص بغیر رب تعالیٰ کی دستگیری کے محض اپنی عقل سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ یعنی میرا ہاتھ رب کے ہاتھ میں ہے۔ تم کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو تاکہ رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے' معلوم ہوا کہ رب سے براہ راست تعلق صرف پیغمبر کا ہوتا ہے' ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ اللہ تک پہنچ سکتے ہیں ۹۔ یعنی قوم لوط کی ہلاکت بمقابلہ قوم نوح و قوم ہود کے قریب ہے' ورنہ قوم لوط کو ہلاک ہوئے بھی ہزاروں سال گزر چکے تھے۔ کیونکہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ تھے۔ اور شعیب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان محبت

وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ

والا ہے لہ بولے اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں ٢ اور

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫

بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں ٣ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا ٤ تو ہم نے تمہیں

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ

پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں ٥ کہا اے میری قوم کیا تم

عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ

پر میرے کنبے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ٦

Page-369.bmp

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

اپنا کام کئے جاؤ ٧ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا

عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو

اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں ٨ اور جب ہمارا حکم آیا ٩ ہم نے شعیب

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ١٠ اور ظالموں کو چنگھاڑ نے

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾

آ لیا ١١ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے

ا۔ بہت سے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو توبہ' استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے' یہ بھی خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ علیحدہ ہے' کفر کی توبہ ایمان لانا ہے حقوق العباد کی توبہ انہیں ادا کر دینا ہے' علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ہے ٢۔ معلوم ہوا کہ نبی کا کلام ایمانی عقل سے سمجھ میں آتا ہے۔ ظاہری عقل اس کے لئے کافی نہیں بلکہ انکے دیکھنے کے لئے بھی ایمانی نگاہ درکار ہے ٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ولی کی طاقتوں کا انکار کرنا انہیں کمزور سمجھنا کفار کا کام ہے' رب تعالیٰ نے انہیں وہ طاقت بخشی ہے کہ ان کے مقابل کوئی طاقت کام نہیں کرتی ٤۔ یعنی تمہارے وہ عزیز' قرابتدار جو ہمارے دین میں ہیں اگر ہم تمہیں دکھ پہنچائیں تو انہیں قرابت داری کا پاس ہو گا۔ تمہاری حمایت میں وہ ہم سے لڑ پڑیں گے' اس لئے ہم تم سے کچھ نہیں کہتے' جیسے کفار مکہ ابو طالب کے لحاظ سے حضور کی رعایت کرتے تھے اور ایذا رسانی سے ڈرتے تھے ٥۔ معلوم ہوا کہ جو خود ذلیل ہو وہ نبی کی عزت کیا جانے' یہ ہی موجودہ زمانے میں اسماعیل کی ذریت کے قول ہیں' ان سب کا ماخذ قوم شعیب کی یہ بکواس ہے' ٦۔ معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کو پیٹھ دینا در حقیقت رب کے فرمان کو پیٹھ دینا ہے اور ان کی فرمانبرداری رب کی اطاعت ہے ٧۔ اس میں ان کفار کو شرک و بت پرستی کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ اظہار غضب مقصود ہے جیسے رب نے فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اور موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تھا اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ٨۔ یعنی تم تو میری ہلاکت کا انتظار کرو کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے بت شعیب علیہ السلام اور مومنوں کو تباہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ زمانہ خود بتادے گا کہ تباہ کون ہوا' میں یا تم' یہ کلام بھی اظہار غضب کے لئے ہے۔ ٩۔ یہاں امر سے مراد شرعی امر نہیں بلکہ تکوینی امر ہے یعنی ان کی ہلاکت کا حکم' جو فرشتوں کو سنا دیا گیا تھا ١٠۔ کہ انہیں وہاں سے نکال دیا کیونکہ نبی کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ نیز صالحین کی موجودگی عذاب روکتی ہے ١١۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ہیبت ناک آواز سے کہا مُوْتُوْا جَمِيْعًا سب مر جاؤ (خزائن العرفان) سورہ اعراف میں ہے کہ انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا۔ حق یہ ہے کہ دونوں ہی عذاب آئے چیخ سے زلزلہ پیدا ہوا۔

۱۔ قوم ثمود اور قوم عاد دونوں ایک ہی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوئیں' لیکن قوم صالح یعنی ثمود کو نیچے سے چیخ نے پکڑا' اور قوم شعیب کو اوپر سے' اولا" یہ لوگ سخت گرمی میں گرفتار ہوئے پھر ایک بادل نمودار ہوا' جہاں ٹھنڈی ہوا تھی یہ سب وہاں جمع ہو گئے کہ اچانک وہاں چیخ آئی جس سے زمین میں زلزلہ پیدا ہوا' اور تمام علاقہ آگ سے بھڑک گیا' یہ سب ہلاک ہو گئے۔ ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے' عصا' ید بیضا' طوفان' ٹڈی' جوں' مینڈک' خون' مال کی بربادی' ہلاکت جان کے عذاب۔ یہ ساتوں عذاب فرعونیوں پر آئے ۳۔ چونکہ فرعون اور فرعونی لوگ بنی اسرائیل پر غالب تھے اس لئے یہاں انہی کا ذکر ہوا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلیوں کے بھی نبی تھے۔ نیز اگلا مضمون فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ قبطیوں کے متعلق تھا۔ اس لئے انہی کا یہاں ذکر فرمایا ۴۔ یعنی فرعون کی گمراہی بالکل ظاہر تھی۔ کہ بندہ ہو کر دعویٰ خدائی کرتا تھا۔ پھر بھی وہ لوگ اس کے کہنے پر چلے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ اور ان شاء اللہ ہر مومن اپنے سردار اور اپنے امام کے ساتھ ہو گا' لہٰذا کسی کی بیعت ضروری ہے' کیونکہ فرعونی صرف شیطان کے ساتھ نہ ہوں گے بلکہ فرعون کے ذریعے شیطان کے ہمراہ ہوں گے' ایسے ہی مومن براہ راست حضور کے ہمراہ نہ ہوں گے' بلکہ اپنے مشائخ کے ذریعہ سے حضور تک پہنچیں گے' اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہیں' اس کا مرشد شیطان ہے۔ ۶۔ دنیا میں قیامت تک ہر آنے والی نسل انہیں برائی سے یاد کرے گی' اور آخرت میں تمام اولین و آخرین ان پر لعنت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رسوائی اور نیک لوگوں کا ہمیشہ کسی پر لعنت کرنا خدا کا عذاب ہے اور ذکر خیر اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے' ۷۔ یعنی عذاب والی بستیوں میں سے بعض کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں' اور بعض کے نشان بھی مٹ گئے جیسے قوم نوح کی بستیاں جن کے فقط قصے رہ گئے ان کا نام و نشان نہیں رہا ۸۔ یعنی جھوٹے معبودوں کی عبادت انہیں کام نہ آئی۔ یہاں یَدْعُوْنَ پوجنے کے معنی میں ہے۔ خیال رہے کہ بتوں کی عبادت تو بہرحال جھوٹی ہے' کیونکہ خود معبود جھوٹے ہیں۔ رب کی عبادت اگر نبی کی تعلیم سے کی جاوے تو سچی' جو نبی کی مخالفت کے ساتھ کی جائے تو جھوٹی' یعنی معبود سچا مگر یہ عابد اور ان کی عبادت جھوٹی۔ یہ دونوں عبادتیں کار آمد نہ ہوں گی۔ کفار مکہ کعبہ معظمہ کا حج کرتے تھے۔ گزشتہ کافر قومیں رب کی عبادت بھی کرتی تھیں' مگر سب بے کار بلکہ نقصان دہ تھیں ۹۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بے ایمانوں کی صحبت اور ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے' جیسے ایمانداروں کی صحبت اور ان کی اطاعت رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے

ثَمُوْدُ ؏ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ثمود [1] اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں [2] اور صریح غلبہ کے

ع ۱۲

مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ

ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا [3] تو وہ فرعون کے

فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ

کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا [4] اپنی قوم کے آگے ہوگا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا [5] اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا

Page-370.bmp

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ

اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن [6] کیا ہی برا

الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ

انعام جو انہیں ملا یہ بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی

مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا

ہے اور کوئی کٹ گئی [7] اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ

اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنہیں اللہ کے سوا پوجتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

ان کے کچھ کام نہ آئے [8] جب تمہارے رب کا حکم آیا

وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ

اور ان سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی

إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ إِنَّ أَخْذَهٗۤ أَلِيْمٌ

جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر لہ بے شک اس کی پکڑ دردناک

شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

کڑی ہے بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے

الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

ڈرے ۲ یہ وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری

مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ يَوْمَ

کا ہے ۳ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کیلئے جب وہ

يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا ۴ تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب

فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ

۵ تو وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح

شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

رینگیں گے ۶ وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و

الْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ۷ بیشک تمہارا رب جب

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے ۸ وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی ۹ تو اے سننے والے دھوکہ میں نہ پڑ اس سے جسے

۱۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی وجہ سے دیگر حیوانات بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں' جیسے جانوروں کی برکت سے کبھی انسانوں پر رحمت کی بارش وغیرہ ہو جاتی ہے ۲۔ آیت سے مراد عبرت اور نصیحت ہے' مقصد یہ ہے کہ ان واقعات کو سنیں گے سب' مگر عبرت صرف وہ لوگ حاصل کریں گے' جن کے دل میں خوف خدا ہو بے خوف کسی چیز سے عبرت نہیں لیتا ۳۔ بعض علماء نے شاہد و مشہود میں شاہد سے مراد حضور کی ذات پاک اور مشہود سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے اور رب کا وہ فرمان بھی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا غرض کہ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو خود قرآن کرے ۴۔ یعنی نفع مند کلام' معذرت یا شفاعت یا سوال کا درست جواب' اذن الٰہی کے بغیر نہ ہو سکے گا ان کے علاوہ اور کلام بھی ہوں گے' جیسے کفار کا جھوٹ بولنا' کہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ رب کی قسم ہم تو مشرک نہ تھے وغیرہ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۵۔ یعنی آج دنیا میں بعض لوگ خوش نصیب ہیں' بعض بدنصیب' دل کی نرمی' زیادہ رونا' دنیا سے نفرت' شرم و حیا خوش نصیب ہونے کی علامات ہیں اور دل کی سختی' آنکھوں کی خشکی' دنیا کی رغبت' بے حیائی لمبی امیدیں بدبختی کی نشانیاں ہیں۔ (خزائن العرفان) یا قیامت میں بعض سعید ہوں گے' بعض شقی' منہ اجیالا ہونا داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ ہونا ہاتھ کھلے ہونا وہاں سعید کی پہچان ہو گی۔ اس کے برعکس بدبخت کی پہچان۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے دیوانہ وغیرہ بھی انہیں دو جماعتوں میں داخل ہیں' کیونکہ رب نے ان کے لئے کوئی تیسری قسم بیان نہ فرمائی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں عارضی طور پر جائیں گے مگر ان کی آوازیں گدھے وغیرہ کی سی نہ ہوں گی۔ یہ کفار کے لئے خاص ہے' ۷۔ یعنی ہمیشہ' کیونکہ رب کی مشیت کی کبھی حد ہی نہ آوے گی۔ یعنی آسمان و زمین کی بقا کے برابر وہ دوزخ میں رہیں گے اور اس کے علاوہ جب تک ہم اور رکھنا چاہیں' اس اور رکھنے کی حد کوئی نہیں رب فرماتا ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ کو فنا ہے۔ اس آیت کے اخیر میں ہے عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ یہ عطیے کبھی ختم نہ ہوں گے ۸۔ خواہ اپنے آپ جیسے نیک کار مسلمان' یا دوسروں کے طفیل' جیسے مسلمانوں کی چھوٹی اولاد یا مجھ جیسے گنہگار جو حضور کی طفیل انشاء اللہ سعید ہوں گے' یہ سب جنتی ہیں' ۹۔ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتوں کو فنا نہیں' دائمی ہیں۔ لہٰذا اس آیت کے وہ ہی معنی کرو جو ہم نے کئے۔

هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ

یہ کافر پوجتے ہیں ۱؎ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے

قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

تھے اور بیشک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہ ہو گی ۲؎

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ

اور بیشک ہم نے موسٰے کو کتاب دی ۳؎ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی اگر تمہارے رب

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ

کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ۴؎ اور بیشک وہ اس کی طرف سے

مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ

دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں اور بیشک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ

پورا بھر دے گا ۵؎ اسے ان کے کاموں کی خبر ہے تو قائم رہو جیسا تمہیں

اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے ۶؎ اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بیشک وہ تمہارے

بَصِیْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ

کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ۷؎ کہ تمہیں آگ چھوئے گی

وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے ۸؎

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ

اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں ۹؎ بیشک

الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۱۰؎ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو ۱۱؎

ع ۹

۱۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے مسلمان گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سن کر شک نہ کرنا کہ شاید بت پرستی حق ہو۔ لہٰذا اسے حضور سے تعلق نہیں' اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سرداران کفر پر تمام پیروی کرنے والوں کا عذاب ہو گا مگر اس سے ان کے تابع کافروں کا عذاب کم نہ ہو گا۔ جیسے کہ ایمان والوں کے پیشواؤں کو سب کے برابر ثواب ملے گا مگر نیکی کرنے والے کا ثواب کم نہ ہو گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کر دینے سے عامل کا ثواب نہیں گھٹتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے موجودہ کافروں کو گزشتہ کافروں پر قیاس فرمایا کفر اور بد عملی کے مشترک ہونے کی وجہ سے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب پیغمبر ہیں اور توراۃ شریف پہلی آسمانی کتاب ہے' آپ کی امت میں آپ کی وفات کے بعد اصل کتاب میں جھگڑے پڑ گئے' کسی کے پاس اصل توراۃ رہی اور کسی کے پاس تحریف شدہ۔ الحمد للہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں میں یہ اختلاف نہ ہوا' نہ ہو گا' تحریف سے یہ محفوظ رہے گا ۴۔ یعنی ہمارا فیصلہ ہو چکا کہ ان پر عذاب اور حساب قیامت میں ہو گا' اس لئے ابھی انہیں نہیں پکڑتے ۵۔ اس طرح کہ مومن کی نیکیوں میں کمی اور کافر کے گناہوں میں زیادتی نہ فرمائے گا۔ مومن کی نیکیوں میں زیادتی' گنہگار کے گناہوں کی معافی اس کے خلاف نہیں' لہٰذا اس آیت سے اللہ کی رحمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ۶۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں' کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے' استقامت یہ ہے' کہ بندہ رنج و غم' مصیبت و راحت میں اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑے ہر حال میں راضی بہ رضا رہے' استقامت ہی ولایت کی جڑ ہے' جس سے حضور کی ہمراہی ملتی ہے' ۷۔ یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں' اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا، ان کی خوشامد کرنا' سب ہی ہے' کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جاوے ۸۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب مددگار مقرر فرما دیتا ہے کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی طرف دلی میلان کفر ہے کہ رب نے اس کی یہ سزا ارشاد فرمائی' یعنی عذاب آنا اور مددگار نہ ہونا ۹۔ اس آیت سے اشارۃً پانچ وقت کی نماز ثابت ہے' کیونکہ صبح و شام کی نمازیں دن کے کناروں کی نمازیں ہیں۔ ایسے ہی ظہر و عصر اور عشاء کی نماز زلفا" میں داخل ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں سے برائیاں معاف ہو جاتی ہیں' اور نیکیوں کے طفیل بروں کو معافی ملتی ہے' حسنات اور سیئات عام ہیں' (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص نے غلطی سے اجنبی عورت کو نظر بد سے دیکھ لیا۔ اور کوئی خفیف سی حرکت کی۔ پھر نادم ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس نے پوچھا کہ کیا یہ میرے لئے خاص ہے فرمایا نہیں۔ میری ساری امت کے لئے ہے' گناہ صغیرہ نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ۱۱۔ یعنی قرآن اگرچہ سب ہی کے لئے نصیحت ہے' مگر اس کی نصیحت سے فائدہ صرف ماننے والے اٹھائیں گے جیسے رب کا فرمان هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور رحمت للمؤمنین بھی۔ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سب کے لئے نصیحت نہیں

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا

اور صبر کرو کہ اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۱ تو کیوں نہ

كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ

ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا۲

عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا

کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم

مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا

نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا۳ اور

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ

وہ گنہگار تھے۴ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے

اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

ان کے لوگ اچھے ہوں۵ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ

ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۶ مگر جن پر

رَّحِمَ رَبُّكَ ۗ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لئے بنائے ہیں۷ اور تمہارے رب کی

رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

ملا کر۸ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ

ہیں۹ جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۱۰ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق

۱۔ اگرچہ کبھی اجر دیر سے ملتا ہے غرضیکہ اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ۲۔ لولوا بقیۃ سے مراد علماء ربانی ہیں' یعنی علم و فضل والوں سے باقی لوگ۔ مقصد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی عام گمراہی کا باعث یہ ہوا کہ ان میں علماء ربانی نہ رہے' اگر وہ رہتے تو اس طرح گمراہی نہ پھیلتی' حضور نے فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ وہ اہل سنت و الجماعت اور ان کے علماء ہی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء حق کی پیروی نجات کا ذریعہ ہے اور مالداروں کی اطاعت گمراہی کا ۴۔ عوام اس لئے مجرم تھے کہ بدکاریاں کرتے تھے اور علماء اس لئے مجرم تھے کہ انہیں منع نہ کرتے تھے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے' ظلم الوہیت کے منافی ہے' دوسرے یہ کہ جہاں نیک لوگ ہوں' وہاں عذاب نہیں آتا۔ ان کا وجود امن کا تعویذ ہے ۶۔ چنانچہ دیکھ لو کہ انسان اپنی بولی' غذا' طریق زندگانی اور دین و ملت میں مختلف ہیں' یکساں نہیں' رب کا یہ فرمان بالکل حق ہے۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ جانوروں میں کوئی کافر مشرک نہیں' یہ بیماری صرف انسان یا جنات میں ہے ۷۔ یعنی اس اختلاف کے لئے جیسا کہ رب نے فرمایا وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یا رحمت فرمانے کے لئے' اسی لئے اس کا نام ارحم الراحمین ہے' خیال رہے کہ انسان کی پیدائش کی حکمت عبادت ہے یعنی اس کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ رب فرماتا ہے اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مگر انسان کی پیدائش کا نتیجہ اختلاف ہے' جیسا یہاں ارشاد ہوا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ بدکار جنات بدکار انسانوں کی طرح دوزخ میں جائیں گے مگر سورۂ احقاف و سورۂ جن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن جن صرف دوزخ سے نجات پا جائیں گے' یعنی ان کے لئے جنت نہیں' لہٰذا صحیح یہ ہی ہے کہ جنت صرف مومن انسانوں کے لئے ہے' خیال رہے کہ چاند' سورج' بت وغیرہ بھی دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں (وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے رسولوں کے قصے سنا دیئے اور بتا دیئے کچھ قرآن کریم میں اور کچھ رازداری کے ساتھ حضور سب رسولوں سے خبردار ہیں' ۱۰۔ تاکہ کفار کا برتاؤ دیکھ کر آپ کے قلب پاک کو ایذا نہ ہو' اور برداشت کی قوت پیدا ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والوں کے ذکر سے دل کو چین ہوتا ہے' دوسرے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے ہیں کہ پروردگار ان کی دل جمعی کا انتظام فرماتا ہے۔ ان کا دل گھبرانے نہیں دیتا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کے لئے ہے' عقائد وغیرہ کی ہدایت سارے انسانوں کے لئے' ۲۔ یہ حکم انتہائی غضب کے اظہار کے لئے ہے' معلوم ہوا کہ امر کبھی وجوب کے سوا دیگر معنی کے لئے بھی آتا ہے' اس آیت میں بدکاری کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ۳۔ وہ جس کو چاہے اس پر اطلاع دے' جیسے رب فرماتا ہے لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے' اب وہ جسے چاہے سلطنت بخشے۔ لہٰذا اس آیت سے انبیاء' اولیاء کے علوم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی ورنہ یہ آیت منکرین کے بھی خلاف ہو گی' کیونکہ انبیاء کو بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں ۴۔ (شان نزول) سورۂ یوسف کا شان نزول

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ

آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت ۱ اور کافروں

لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا

سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۲ ہم اپنا کام

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

کرتے ہیں اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

آسمانوں اور زمین کے غیب ۳ اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

ع ۱۰

آیاتہا ۱۱۱ | ۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۵۳ | رکوعاتہا ۱۲

سورہ یوسف مکی ہے اس میں ۱۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الۤرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ۵ بیشک ہم نے اسے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

عربی قرآن اتارا ۶ کہ تم سمجھو ۷ ہم تمہیں سب سے

عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا

اچھا بیان سناتے ہیں ۸ اس لئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس

الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی ۹

یہ ہے کہ یہود کے علماء نے عرب کے سرداروں کو سکھلایا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام ملک شام سے مصر میں کیسے پہنچی' اور ان کے مصر میں آباد ہونے کا کیا سبب ہوا' اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے اس پر یہ سورۃ شریف اتری' یہ سورت مکیہ ہے' اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار چھ سو کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حروف ہیں ۵۔ قرآن کو مبین یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام اولین و آخرین کی باتیں ظاہر فرماتا ہے' یا اس لئے کہ احکام شرعیہ حلال و حرام کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے لئے یہ ہی عربی عبارت ضروری ہے اس کے ترجمے قرآن نہیں' نہ انہیں نماز میں پڑھ سکیں' نہ ان کی تلاوت کا ثواب' ۷۔ اے عرب والو' اور تمہارے ذریعے دوسرے لوگ سمجھیں۔ گویا حضور کا عرب میں اور قرآن کا عربی میں آنا تم لوگوں پر رب کا بڑا احسان ہے' اس سے تمام دنیا تمہاری حاجت مند ہو گئی۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا عربی زبان میں آنا تم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے' نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے وہ تو ہر زبان سمجھتے ہیں' وہ تو جانوروں پتھروں کی بولیاں بھی جانتے ہیں' کیوں نہ جانیں کہ تمام دنیا کے نبی ہیں' اور نبی اپنی قوم کی زبان جانتا ہے' آج حضور کے آستانہ پر ہر زبان میں عرض و معروض کی جاتی ہے۔ حضور سب کی سنتے سمجھتے ہیں' کوئی فرشتہ ترجمہ کر کے بتانے پر مقرر نہیں' ۸۔ یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا گیا۔ کہ اس میں عجیب حکمتیں اور عبرتیں ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کے احوال۔ عورتوں کی عادات' دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر' دشمن پر قابو پا کر اسے معاف کر دینا' جوانی میں پاک دامنی اور دنیا کی بے ثباتی' انبیاء کرام کا علم غیب' تبرکات کا دافع امراض ہونا' نبی کے دور کے حالات سے خبردار ہونا۔ غرضیکہ یہ قصہ ایمانی و اعمالی ہے' اور بے شمار حکمتوں پر مشتمل ہے۔ ۹۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور نزول قرآن کے بعد بے خبر اور غافل نہیں عالم کے اگلے پچھلے واقعات سے خبردار ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام مومن، صالح اور صحابی ہیں، کیونکہ انہیں یوسف علیہ السلام نے تاروں کی شکل میں دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ ۲۔ جب یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تب آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی، جمعہ کی شب لیلۃ القدر میں یہ خواب دیکھا، اس سے پہلے آپ ایک اور خواب دیکھ چکے تھے کہ گیارہ لاٹھیاں دائرہ کی شکل میں زمین پر گڑی ہیں، اور ایک چھوٹی لاٹھی ان سب پر گھوم رہی ہے، یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کے متعلق بھی کہہ دیا تھا کہ اپنے بھائیوں کو نہ سنانا خیال رہے کہ سجدہ کے معنی ہیں پیشانی زمین پر رکھنا تو آپ نے گیارہ تارے اور چاند، سورج کو انسانی شکل میں

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ

یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ

كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿۴﴾

تارے ۱ اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا ۲

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ۳ کہ وہ تیرے ساتھ

لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۵﴾

کوئی چال چلیں گے ۴ بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ

اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا ۵ اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا

الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ

سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر ۶

كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ

جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۶﴾ لَّقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ

بیشک تیرا رب علم و حکمت والا ہے ۷ بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں

وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ﴿۷﴾ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ

میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۸ جب بولے کہ ضرور یوسف

وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

اور اس کا بھائی ۹ ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں ۱۰ بیشک

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۸﴾ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ

ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں ۱۱ یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں

ملاحظہ فرمایا تھا جس کی پیشانی ہوتی ہے یا یہاں سجدہ سے مراد تواضع اور عاجزی و انکساری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص کو نہ سنائی جاوے۔ خصوصاً عداوت رکھنے والے اور ناسمجھ آدمی کو، خواب کی اول تعبیر کا اعتبار ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی تمہیں ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر کریں گے، اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ جانتے تھے کہ ہلاک نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ خواب برحق ہے، اس کی تعبیر ہو کر رہے گی۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانہ میں یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان کی موت کا یقین کر چکے تھے، کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی تھی کہ اے یوسف تمہیں نبوت اور علم وغیرہ عطا ہوگا تو حضرت یوسف علم و نبوت حاصل کئے بغیر کیسے وفات پا سکتے تھے۔ بعض علماء کرام نے اس آیت سے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے، کیونکہ نبوت کے لئے چناؤ صرف یوسف علیہ السلام کا ہوا۔ واللہ اعلم ۶۔ یعنی میری ساری اولاد پر نعمت پوری فرماوے گا اور سلطنت سے نوازے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی یا ولی ہیں، بعض علماء نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے تمام بھائی نبی ہوئے۔ اللہ و رسولہ اعلم، ۷۔ لہٰذا اس نے جسے نبوت کے لئے چنا، بالکل حق چنا۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا رب علیم و حکیم ہے، اس نے مجھے علم و حکمت بخشی ہیں جو کچھ خبر دے رہا ہوں، اس کی عطا سے دے رہا ہوں اس میں خطا نہیں ہو سکتی ۸۔ یہاں پوچھنے والوں سے وہ یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوسف علیہ السلام کا حال، اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے کنعان سے مصر کی طرف جانے کی وجہ پوچھی تھی۔ جب حضور نے مکمل واقعہ بیان فرمایا۔ اور انہوں نے تورات و انجیل کے مطابق پایا، تو انہیں تعجب ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی سے پڑھا نہ آپ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو ایسے مخفی واقعہ کو بالکل

ع ۹

ٹھیک ٹھیک کیسے بیان فرما دیا (خزائن) اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے، ۹۔ خیال رہے کہ یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں، لایا اور راحیل، اور دو لونڈیاں تھیں، زلفہ اور بلہہ، ان چاروں کے بطن سے بارہ بیٹے اور کچھ بیٹیاں تھیں چنانچہ لایا کے شکم سے ایک بیٹی دینہ اور چھ بیٹے تھے، روبیل، شمعون، لادی، یہودا، یشجر، زیالون، راحیل کے شکم سے دو فرزند ہوئے۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین، زلفہ لونڈی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے، جاد اور آشر بلہہ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے، دان اور نفتالی، راحیل پہلے بانجھ تھیں ان کی اولاد بڑھاپے میں ہوئی، یہ بنیامین کی ولادت کے سال میں وفات پا گئیں۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر دو برس تھی، ان سب میں یوسف علیہ السلام والد کو بہت پیارے تھے ۱۰۔ یعنی یعقوب علیہ السلام کی ضرورت کے وقت ہم زیادہ کام آ سکتے ہیں، کیونکہ ہم پوری جماعت

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) ہیں اور جوان و تندرست ہیں' وہ یہ نہ سمجھے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ بچپن میں فوت ہو چکی ہیں والد کو ان پر زیادہ مہربان ہونا چاہیے کیونکہ وہ بے ماں کے بچے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض اولاد سے زیادہ محبت ہونا برا نہیں' کمزور اور چھوٹا بچہ عموماً زیادہ پیارا ہوتا ہے' ہاں اولاد میں انصاف نہ کرنا منع ہے ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی رائے کی مخالفت کفر نہیں۔ کیونکہ برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو جو کہ نبی تھے ایذا دی اور ان کی رائے کو غلط قرار دیا۔ لیکن قرآن کریم نے اسے کفر قرار نہ دیا نہ بعد ملاقات یوسف علیہ السلام نے ان سے توبہ کرا کر انہیں دوبارہ مسلمان کیا۔ لهٰذا امیر معاویہ کو محض علی مرتضٰی کی مخالفت کی وجہ سے فاسق وغیرہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہاں ضلال سے مراد گمراہی نہیں کیونکہ نبی کو گمراہ جاننا کفر ہے بلکہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا مراد ہے۔

اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

بےھنک آدر لہ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اسکے بعد

قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ

پھر نیک ہو جانا ان میں ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں

وَاَلْقُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

اور اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اسے آکر لے جائے

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿١٠﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا

اگر تمہیں کرنا ہے بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں

عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا

ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اسکے خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ

غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿١٢﴾ قَالَ اِنِّىْ

بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں بولا بیشک

لَيَحْزُنُنِىْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا لے

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

اور تم اس سے بے خبر رہو بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿١٤﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ

اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں پھر جب اسے لے گئے

وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ

اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے اسے وحی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٥﴾

بھیجی کہ ضرور تو انہیں ان کا کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے

١۔ تاکہ انہیں بھیڑیا کھا جائے یا کوئی آدمی اٹھا کر لے جاوے۔ جن علماء نے ان تمام بھائیوں کو نبی مانا ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کفر و شرک سے تو ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں' لیکن گناہ سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں نہ کہ پہلے اور یہ حضرات اس وقت نبی نہ تھے بعد میں بنے کیونکہ یہ ارادہ سخت گناہ ہے۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی یہ ساری حرکات صرف یعقوب علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے تھیں' نفس کی خاطر نہ تھیں' اسی لئے ان کو بھی توبہ نصیب ہو گئی' اور قابیل کی حرکات نفس امارہ کے لئے تھیں' اسے توبہ نصیب نہ ہوئی' پتہ لگا کہ پیغمبر کی محبت میں گناہ کر لینے کا بھی انجام اچھا ہوتا ہے اور توبہ نصیب ہو جاتی ہے' یہاں نیک بن جانے سے مراد ہے باپ کی خدمت کر کے انہیں راضی کر لینا ورنہ توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ یہ اللہ پر امن ہے نیز کسی کو ستا کر کسی کا حق مار کر توبہ کرنے سے انسان صالح نہیں بن سکتا' حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ٣۔ کیونکہ بے گناہ کو مارنا سخت گناہ ہے۔ یہ یہودا نے کہا تھا جو ان سب میں رقیق القلب تھے ٤۔ یعنی آج تک آپ نے کبھی یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ سیر و تفریح کرنے جنگل نہ بھیجا' حالانکہ بھائی' بھائی کا قوت بازو ہوتا ہے اگرچہ سوتیلا ہو ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو جائز کھیل کھیلنا جائز ہے ایسے ہی جنگلی میوے جن کا کوئی مالک نہ ہو کھانا جائز ہیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کسی باغ کے مالک نہ تھے ٦۔ شاید بھیڑیئے سے مراد خود بھائی ہی ہوں۔ کیونکہ یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کا گوشت کوئی جانور تو کیا قبر کی مٹی بھی نہیں کھا سکتی' لهٰذا بھیڑیئے کے کھانے سے مراد خود بھائیوں کا انہیں ہلاک کر دینا ہے اور اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ سے یہ مراد ہو کہ تم ان کے رتبہ سے غافل ہو' ٧۔ چنانچہ آپ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ جنگل کی طرف بھیج دیا اور چلتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قمیص جو نمرود کی آگ میں جاتے وقت آپ کے گلے میں تھی تعویذ بنا کر یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی' اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات گلے میں ڈالنا حفاظت کے لئے جائز ہے ٨۔ آپ جب تک یعقوب علیہ السلام کی نظر میں رہے اس وقت تک تو بھائی بہت پیار و محبت سے اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے اور جب ان کی نظر سے اوجھل ہوئے تو یوسف علیہ السلام کو زمین پر پٹک دیا' اور ہر ایک نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ یوسف علیہ السلام جس کے پاس جاتے وہی مارتا' جب بہت ظلم کر چکے تو یہودا نے کہا کہ تم بدعہدی کر رہے ہو تم سے قتل کرنے کی نہ ٹھہری تھی' تب وہ اس سے باز آئے' ٩۔ چنانچہ ان لوگوں نے کنعان سے تین کوس دور بیت المقدس کے علاقہ میں یوسف علیہ السلام کو ایک ایسے

(بقیہ صفحہ ۳۷۶) کنوئیں میں ڈالا جو اوپر سے تنگ تھا نیچے سے کشادہ۔ ڈالتے وقت آپ کی قمیص اتار لی اور آپ کے دونوں ہاتھ باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ آدھے کنوئیں تک پہنچے تھے کہ چھوڑ دیا۔ جبریل امین فوراً کنوئیں میں پہنچے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر لے لیا اور ابراہیم علیہ السلام کی قمیص جو تعویذی شکل میں گلے میں پڑی تھی اتار کر پہنا دی' جس سے اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی ۱۰۔ یہاں وحی سے مراد یا تو الہام ہے یا حضرت جبریل کا کلام کیونکہ اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے اور وحی نبی پر آتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول کا کلام رب کا کلام ہے کہ حضرت جبریل نے بات کی اور رب نے کہا کہ ہم نے فرمایا ۱۱۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا

اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ۱۲ بولے اے ہمارے باپ ہم

ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا

دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

تو اسے بھیڑیا کھا گیا ۲ اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم

صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ

سچے ہوں اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے ۳

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے ۴ تو صبر اچھا

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو اور ایک قافلہ آیا ۵ انہوں

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا

نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ۶ بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے

غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹

یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا ۷ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ

اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا اور انہیں اس میں

مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

کچھ رغبت نہ تھی ۹ اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا ۱۰ وہ اپنی عورت سے

لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

بولا ۱۱ انہیں عزت سے رکھو ۱۲ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں ۱۳

یعنی ایک وقت ایسا آوے گا کہ تم تخت شاہی پر جلوہ گر ہو گے اور یہ بھائی تمہارے حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آویں گے اور تم انہیں آج کے واقعات یاد دلاؤ گے' اور یہ شرمندہ ہوں گے' رب فرماتا ہے آپ نے اس وقت فرمایا هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے یوسف علیہ السلام کو آئندہ واقعات کا پورا علم بخشا اور علم غیب عطا فرمایا' آپ اس کنوئیں میں تین دن رہے اس زمانے میں فرشتے اس کنوئیں کی زیارت کرنے آتے تھے' اور آپ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے' اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی اسی سال کے بعد والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کنوئیں میں اللہ کا ذکر بہت فرماتے تھے۔

الربع

۱۔ معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا' کبھی ظالم اور جھوٹا بھی رویا کرتا ہے' اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہیے ۲۔ یعنی ہم تو تیر اندازی یا دوڑ کرتے ہوئے دور نکل گئے انہیں اپنے کپڑوں وغیرہ کے پاس چھوڑ گئے معلوم ہوا کہ دوڑ اور تیر اندازی بڑا پرانا مشغلہ ہے اس سے پہلے بھی رائج تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ملزم کو دلیل کی تلقین نہ کرے' ان لوگوں کو بھیڑیے کا بہانہ بنانا یعقوب علیہ السلام کے قول سے معلوم ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ۳۔ اس طرح کہ ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں قمیص رنگ لی' یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو منہ پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ عجیب سمجھ دار بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو کھا لیا اور قمیص نہ پھاڑی' یہ لوگ قمیص پھاڑنا بھول گئے تھے' یہ معنی ہیں کذب کے' یعنی ان کا جھوٹ ظاہر تھا' ۴۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹے ہونے کا یقین فرمایا کیونکہ پیغمبر کے جسم کو تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی' بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کی نبوت ان کے خواب سے آپ معلوم کر چکے تھے' اسی لئے فرمایا کہ تم نے بناوٹ کی ہے اور آپ تلاش کے لئے جنگل نہ گئے' اسرار الٰہی جانتے تھے مگر ظاہر نہ فرماتے تھے ۵۔ یہ قافلہ مدین سے آ رہا تھا مصر جا رہا تھا مگر راستہ بھول کر اس جنگل میں پہنچا' اس کنوئیں سے کچھ فاصلہ پر ڈیرا ڈالا' پہلے اس کنوئیں کا پانی کھاری تھا۔ یوسف علیہ السلام کی برکت سے میٹھا ہو گیا' جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے ہوا' ۶۔ اس شخص کا نام مالک ابن ذعر خزاعی تھا۔ یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا' جب اس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا' تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا اور لٹک گئے' اس کے کھینچنے سے باہر تشریف لائے' وہ آپ کا حسن خداداد دیکھ کر حیران رہ گیا ۷۔ یعنی اس ڈول والے' اور اس کے خاص ساتھیوں نے یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا' تاکہ قافلہ والے شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔ بھائی روزانہ بکریاں چرانے اس کنوئیں کے پاس آیا کرتے تھے اور خبر لیتے رہتے تھے' آج یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ دیکھ کر قافلہ میں پہنچے تلاش کے بعد آپ کو

ع ۲/۱۲

وَلَدًا ۚ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ دیا ۱ اور اس لئے کہ اسے

مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهِ

باتوں کا انجام نکالنا سکھائیں ۲ اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ

مگر اکثر آدمی نہیں جانتے ۳ اور جب اپنی پوری قوت کو

آتَيْنٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾

پہنچا ۴ ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۵

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ

اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا ۶ اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے اور

الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ

دروازے سب بند کر دیئے ۷ اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں کہا اللہ کی پناہ وہ عزیز

رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ

تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے ۸ اس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک ظالموں کا

هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأٰى بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذٰلِكَ

بھلا نہیں ہوتا، اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۹ ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ۱۰ بیشک وہ

الْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ

ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے ۱۱ اور عورت نے

مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَآءُ

اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا ۱۲ بولی کیا سزا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۷۷) پایا' تو قافلہ والوں سے بولے' کہ یہ ہمارا بھگوڑا غلام ہے' اگر تم چاہو' تو ہم سستے داموں تمہارے ہاتھ فروخت کردیں' یوسف علیہ السلام بوجہ خوف کے تردید سے خاموش رہے ۸۔ بخس سے مراد کھوٹے درہم ہیں یا حرام۔ کیونکہ جو حرام ذریعہ سے حاصل ہو' وہ حرام ہے' یا بے برکت وہ درہم چالیس سے کم تھے کیونکہ چالیس درہم اس زمانہ میں تولے جاتے تھے' اس سے کم گنے جاتے تھے' بیس یا بائیس' ۹۔ یہ بیچنے والے بھائی یا خریدنے والے اہل قافلہ' ان کی بے رغبتی کی وجہ یہ تھی کہ ان سے کہا گیا تھا یہ بھگوڑے غلام ہیں اور بھگوڑا ہونا عیب ہے' ۱۰۔ اس وقت مصر کا بادشاہ ریان بن ولید عمالقی تھا' اور اس کا وزیر اعظم قطفیر مصری تھا' اسے عزیز مصر کہتے تھے' اس نے آپ کو اس طرح خریدا کہ آپ کے وزن کے برابر سونا' اور اتنی ہی چاندی' اتنا ہی تاتاری مشک' اتنے ہی موتی' اتنا ہی ریشمی کپڑا دیا' اس وقت آپ کا وزن چار سو رطل یعنی قریباً پانچ من تھا' عمر شرف بارہ برس' خیال رہے کہ آپ کے خریدنے کی ہر شخص کو خواہش تھی ۱۱۔ اس عورت کا نام راعیل بنت رعائیل تھا' لقب زلیخا بروزن حسینہ' یا تصغیر ہے ۱۲۔ حسن یوسفی کی جھلک کنعان کے کنوئیں پر اور طرح کی تھی' لہٰذا اس وقت قیمت چند درہم لگے' مگر بازار مصر میں اور طرح کی تھی کہ ایک نظارے کے لئے ہزاروں دینار لگے' زنان مصر کے سامنے اور طرح کی کہ ہاتھ کٹ گئے' قحط زدوں کے سامنے اور طرح کی تھی کہ پیٹ بھر گئے' جیسے سورج کی تجلی صبح کے وقت اور طرح ہوتی ہے دوپہر کو اور طرح کی شام کو اور طرح' بادل میں اور طرح کی' یونہی حسن محمدی دنیا میں اور طرح تھا' معراج میں اور طرح قبروں میں اور طرح' حشر میں اور طرح ۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو کافروں کے گھر رکھ کر پرورش کرائی' معلوم ہوا کہ کافر کے ہدایا قبول کرنے جائز ہیں' انکے گھر ضرورۃً دعوت کھانا حلال ہے' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حرام غذا سے بچاتا ہے۔

۱۔ یعنی مصر کی زمین میں انہیں رہنے سہنے' چلنے پھرنے کا موقعہ عنایت فرمایا کہ عزت کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں' مصر کا علاقہ ۴۰ میل لمبا ۴۰ میل چوڑا تھا ۲۔ احادیث سے مراد خوابیں اور تاویل سے مراد ان کی تعبیر ہے' آپ علم تعبیر میں امام اول ہیں' اور بلاواسطہ معلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم بخشا معلوم ہوا کہ ایمان جڑ ہے اور علم اس کا پھل' قوت ایمانی سے علم لدنی ملتا ہے (روح) ۳۔ کہ بعض مصیبتیں رب کی رحمتیں ہوتی ہیں' یوسف علیہ السلام کا مصیبت اٹھا کر مصر پہنچنا اللہ کی نعمتوں کا دروازہ ثابت ہوا ۴۔ یعنی جوانی کو' جوانی ۱۸ سال سے شروع ہو کر چالیس سال پر ختم ہوتی ہے' چالیس برس سے ساٹھ برس تک ادھیڑ عمر' پھر ساٹھ سے ایک سو بیس برس تک بڑھاپا اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب عمریں لمبی ہوتی تھیں' یہاں اشدہ سے مراد بیس سال ہے ۵۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو علم لدنی بخشا کہ بلاواسطہ استاد' علم و فقہ' عمل صالح عنایت کیا انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے' خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لہٰذا دنیا کا کوئی علم والا نبی کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ دنیاوی استادوں کے شاگرد ہوتے ہیں اور نبی رب کے شاگرد ۶۔ یعنی عزیز مصر کی بیوی' زلیخا' یہ جوان خوبصورت بادشاہ مغرب کی بیٹی تھی' یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئی تھی' اسے خواب سے ہی پتہ چلا تھا کہ آپ سے ملاقات مصر میں ہو سکے گی' اسی لئے اس نے اپنا نکاح عزیز مصر سے کیا تھا (روح البیان وغیرہ) اس کے باپ کا نام طیموس تھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

باقی صفحہ ۹۶۳ پر

ا۔ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو ارادۂ زنا کی تہمت لگائی' زنا کی نہ لگائی' اگر آپ نے واقعی ارادہ کرلیا ہوتا تو زلیخا سچی ہوتی' مگر قرآن کریم نے اور گواہ نے اسے جھوٹا کہا' معلوم ہوا کہ آپ سے ارادۂ گناہ بھی صادر نہ ہوا۔ ان کی جناب اس سے پاک ہے۔ ۲۔ خود زلیخا نے سزا اس لئے تجویز کی تا کہ عزیز مصر طیش میں آکر یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرادے اور وہ آپ سے محروم ہو جاوے' ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ارادۂ زنا صرف زلیخا سے صادر ہوا جیسا کہ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ کے حصر سے معلوم ہوا یوسف علیہ السلام سے ارادہ بھی صادر نہ ہوا۔ ورنہ حصر باطل ہو جاتا اور آپ کا یہ فرمانا جھوٹ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مجرم کی شکایت حاکم کے سامنے کرنا۔ اور اپنے پر سے تہمت دور کرنا سنت انبیاء ہے' حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ تہمت کی جگہ سے بچو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ایک کی گواہی معتبر ہے' کیونکہ قرآن کریم نے بغیر تردید یہ واقعہ نقل فرمایا' اب بھی خبر واحد دیانات میں قبول ہے یہی حال احادیث احاد کا ہے' اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان معلوم ہوئی' کہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بچہ نے گواہی دی اور محبوبۂ محبوب کو تہمت لگی تو رب تعالیٰ نے خود گواہی دی ۵۔ واقعہ یہ ہوا کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے یہ کہا کہ میں آپ کو کیونکر سچا تسلیم کروں' تو آپ نے زلیخا کے ماموں کے شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو' اس بچے کی عمر صرف چار مہینہ تھی' گہوارے میں جھول رہا تھا' وہ بچہ فوراً بول پڑا اور وہ کہا جو قرآن شریف نے یہاں نقل فرمایا۔ خیال رہے کہ چند شیر خوار بچوں نے کلام کیا ہے' یوسف علیہ السلام کا یہ گواہ ۲ ہمارے ( ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی حمد الٰہی کی' (۳) عیسیٰ علیہ السلام' (۴) بی بی مریم' (۵) یحییٰ علیہ السلام' (۶) ابراہیم علیہ السلام' (۷) اس عورت کا بچہ جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی اور وہ بیگناہ تھی۔ (۸) خندق والی مصیبت زدہ عورت کا بچہ یعنی صاحب اخدود' (۹) حضرت آسیہ کی کنگھی کرنے والی کا بچہ' (۱۰) مبارک یمامہ' جس نے پیدا ہوتے ہی حضور کی حضور کے حکم سے گواہی دی۔ (۱۱) جریج راہب کا گواہ بچہ' اس آیت سے معلوم ہوا کہ علامات اور نشانیوں سے مقدمہ کے فیصلہ میں مدد لینی چاہیے' کیونکہ بچے نے کہا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوتا تو زلیخا آپ کے پیچھے نہ بھاگتی' اور نہ آپ کو پکڑتی اور نہ کرتا پیچھے سے پھٹتا ۶۔ یعنی ساری عورتوں کا مکر مردوں کے مکر سے بڑا ہے کہ ان کی تہمت لگائی ہوئی جلد مان لی جاتی ہے' یا یہ کہ عورت کا فریب شیطان کے فریب سے بڑا ہے کہ شیطان چھپ کر فریب دیتا ہے اور یہ سامنے آکر' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ

مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ

اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی لہ مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ

اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

کی مار ٢ کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں ٣ اور عورت کے گھر والوں

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

میں سے ایک گواہ نے گواہی دی ٤ اگر ان کا کرتہ آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے ٥

وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے چاک ہوا

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ

تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے پھر جب عزیز نے اس کا کرتہ پیچھے

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ

سے چرا دیکھا بولا بے شک یہ عورتوں کا چرتر ہے بے شک تمہارا چرتر

عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ

بڑا ہے ٦ اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو ٨ اور عورت تو اپنے گناہ کی

لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ

معافی مانگ ٩ بے شک تو خطاداروں میں ہے ١٠ اور شہر میں کچھ عورتیں

فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

بولیں ١١ کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک انکی محبت

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا

اس کے دل میں پیر گئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں ١٢ تو جب

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

زلیخا نے ان کا چرچا سنا ١٣ تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لئے

ع ٩ ١٣

عورت مطلقاً" فریبی اور مکار ہے' اگر بعض اللہ کی بندیاں مقبول بارگاہ الٰہی ہوئیں تو وہ مردوں کے فیض سے' جیسے پانی فطرۃً ٹھنڈا ہے' مگر آگ کے فیض سے گرم ہو جاتا ہے' کیونکہ یہ کلام اگرچہ عزیز مصر کا ہے مگر رب نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا گویا اس کی تائید کی' شیطان کا مکر کمزور ہے اور عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کا جال ہے جس کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے' دوسرے یہ کہ عورت کا فساد تمام فسادوں سے زیادہ ہے' سب سے پہلا قتل ہابیل کا عورت کی وجہ سے ہوا۔ تیسرے یہ کہ بمقابلہ ابلیس کے عورت کا فریب سخت تر ہے۔ کیونکہ رب نے شیطان کے بارے میں فرمایا اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا تمہارا مکر بڑا ہے' چوتھے یہ کہ ہر عورت کا یہ حال نہیں ہے۔ بعض مومنہ صالحہ عورتیں فرشتوں سے افضل ہیں رب نے بی بی مریم کے بارے میں

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) فرمایا وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ، اور حضور کی ازواج کے بارے میں فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۷۔ یعنی نہ تم اس کا غم کرو نہ کسی سے یہ واقعہ بیان کرو میری عزت و لاج رکھو تم بچے ہو ۸۔ یعنی مجھ سے معافی مانگ' یا یوسف علیہ السلام سے یا اللہ تعالیٰ سے ۹۔ یعنی تجھ سے "ارادہ گناہ صادر ہو' اور بے گناہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگانا' اس سے معلوم ہوا کہ زلیخا پہلے سے بدکردار نہ تھی' صرف ارادہ گناہ اس سے صادر ہوا' وہ بھی عشق کی بے خودی میں جیسے زنان مصر نے بیخودی عشق میں ہاتھ کاٹ لئے پھر بعد میں زلیخا نے توبہ کرلی۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے' لٰہذا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں زلیخا یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئیں' اور یہ بھی صحیح ہے کہ نبی کی بیوی بدکاری سے محفوظ رہتی ہے' اسی لئے رب نے زلیخا کے لئے ہلکا لفظ ارشاد فرمایا۔ خطا کار ۱۰۔ اگرچہ عزیز مصر نے اس واقعہ کو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر پھر بھی بعض خاص لوگوں میں پھیل ہی گیا۔ یہاں عورتوں سے یا تو عام عورتیں مراد ہیں' یا پانچ عورتیں' باورچی' ساقی۔ منتظم اصطبل داروغہ جیل اور دربان کی بیویاں (روح) چونکہ عام طور پر اس قسم کے چرچے عورتیں زیادہ کرتی ہیں' اس لئے انہیں کے درمیان چہ میگوئیاں ہوئیں ۱۱۔ کہ زلیخا کو اپنی عزت کا بھی پاس نہیں' جو اپنے زر خرید سے دل لگا بیٹھی' خود ابھی تک جمال یوسف کی نادیدہ تھیں ۱۲۔ مکر کے معنی ہیں خفیہ تدبیر چونکہ ان کا یہ کلام بھی خفیہ ملاقات کے طور پر تھا' لٰہذا اسے مکر فرمایا گیا۔

لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ

مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی ۱ اور یوسف سے کہا

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

کہا ان پر نکل آؤ ۲ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ

ہاتھ کاٹ لئے ۳ اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ

مگر کوئی معزز فرشتہ ۴ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی

فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

تھیں اور بے شک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچایا ۵

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے ۶ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے

يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں ۷ اور اگر تو مجھ سے انکا مکر نہ پھیرے گا تو میں

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ

ان کی طرف مائل ہوں گا ۸ اور نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا ۹ بے شک وہی سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ

جانتا ہے پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پچھلی مت انہیں بھی آئی کہ ضرور

۱۔ تاکہ اس چھری سے گوشت یا میوے کاٹ کر کھائیں' اسلام میں تکیہ لگا کر یا چھری کانٹے سے کھانا منع ہے' اس وقت اس کا رواج تھا ۲۔ اس وقت پردہ فرض نہ تھا اور زلیخا کو آپ کی تشریف آوری پر اصرار تھا۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے' تو اس سے سخت اندیشہ تھا' اس عذر و مجبوری کی وجہ سے ایک جائز کام کیا' نیز امید تھی کہ جمال یوسفی دیکھ کر شاید ان میں سے کوئی ایمان لے آوے اور آپ کا حسن آپ کا معجزہ تھا۔ معجزہ دکھانا تبلیغ میں داخل ہے' لٰہذا آپ کو اس پر بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ تبلیغ پر ثواب ملتا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے خودی کی حالت میں انسان مکلف نہیں رہتا' اپنے کو زخمی کرنا سخت جرم ہے' مگر ان عورتوں کو اس پر ملامت نہ ہوئی' لٰہذا مستان دیدار الٰہی جو مجذوب ہوں' ان پر کوئی حکم شرع جاری نہیں' یوں ہی اب زلیخا کو برا نہ کہا جاوے ان سے جو ارادہ گناہ صادر ہوا وہ بے خودی عشق میں' بعد میں ان کی توبہ بھی قرآن کریم نے بیان فرمائی انا راودته عن نفسه بدچلن نہ تھیں' نبی کی زوجہ بننے والی تھیں' اللہ تعالیٰ نبی کی بیوی کو بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے' اس ارادے کے سوا ان کی بدکاری ثابت نہیں' اس سے بھی رب نے بچا لیا ۴۔ فرشتے خوبصورت اور پاکدامنی میں مشہور ہیں' ان عورتوں نے اس قدر حسن کے ساتھ انتہائی پاکدامنی' حیاء و غیرت دیکھ کر یہ کہا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے فرشتے دیکھے ہیں' یوسف علیہ السلام کے رخساروں کا عکس در و دیوار پر ایسا پڑتا تھا جیسے سورج کی دھوپ (روح) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا' اگر آپ سے ارادہ گناہ سرزد ہوتا تو زلیخا یہ اقرار کبھی نہ کرتی' رب بغیر تردید اس کا یہ قول نقل نہ فرماتا۔ ۶۔ یعنی انہیں جیل میں چوروں' ڈاکوؤں کے ساتھ رہنا پڑے گا جس میں انکی ذلت ہوگی ۷۔ معلوم ہوا کہ مقبول بندے معصیت پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں' کہ آپ نے جیل کی تکلیف اختیار کی مگر ان میں سے کسی کی بات نہ مانی ۸۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا انتہائی عجز و انکسار پر مبنی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود معصوم ہونے کے

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) ہر وقت اپنے کو رب کا حاجت مند جانتے تھے' لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو محفوظ نہ سمجھے' ہمیشہ خطرناک جگہ سے پرہیز کرے' رب کی پناہ مانگتا رہے ۹۔ معلوم ہوا کہ معصیت کے مقابلہ میں مصیبت آسان ہے' اللہ معصیت سے بچائے' اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے پھندوں سے بچا کر جیل خانہ میں رکھا اور اسے احسان و انعام شمار کیا۔ گناہ سے بچالینا اس کا فضل ہے' ۱۰۔ یعنی پہلے ان کی رائے تھی کہ اس واقعہ کا کوئی اثر نہ لیا جاوے مگر کچھ عرصہ بعد اسی میں مصلحت دیکھی کہ یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا جاوے تاکہ لوگوں کو آپ کے قصوروار ہونے کا یقین ہو' لیکن ان کے دل مانتے تھے کہ آپ بے قصور ہیں' اس وقت صرف دو تین روز کے لئے جیل خانہ بھیجا تھا' شاہ مصر کی تین جیلیں تھیں۔ جیل قتل' جیل عافیت' جیل عذاب' جیل قتل چالیس گز نیچے زمین میں تھی کہ مجرم کو اوپر سے گرایا جاتا تھا۔ وہ گرتے گرتے مرجاتا تھا۔ جیل عذاب بھی زمین دوز تھی' اس میں اندھیرا اور سانپ بچھو تھے۔ جیل عافیت زمین پر تھی جس میں مجرم رکھے جاتے تھے' آپ کو جیل عافیت میں رکھا گیا۔

لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے[۱]

فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ

ان میں ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں[۲] اور

قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا

دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں

تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم آپ کو

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا

نیکوکار دیکھتے ہیں[۳] یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا

پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا[۴] یہ ان علموں میں سے ہے

Page-381.bmp

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے[۵] بیشک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ

نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں[۶] اور میں نے اپنے باپ دادا

اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا[۷] ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی

بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا

چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر[۸]

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور لوگوں پر[۹] مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

۱۔ ایک باورچی خانہ کا داروغہ دوسرا بادشاہ کا ساقی' ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دیا ہے' اس الزام میں یہ بھی قید میں ڈالے گئے ۲۔ ساقی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور کے باغ میں ہوں' وہاں انگور کے گچھے ہوئے خوشہ لگے ہیں' جسے میں نچوڑ رہا ہوں' باورچی کی خواب آگے آرہی ہے ۳۔ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں' رات کو نماز میں مشغول رہتے ہیں' قیدیوں کی مصیبت میں کام آتے ہیں' ایسے بزرگ کی تعبیر نہایت درست ہوتی ہے' ۴۔ اس میں اپنے علم غیب کا ذکر ہے کہ مجھے رب نے غیب کا علم دیا کہ تمہیں کھانے کے متعلق تمام باتیں پہلے ہی بتا سکتا ہوں کہ تم کب اور کیا کھاؤ گے' اور اس کھانے کا اثر کیا ہوگا' اور کھانا کہاں سے آئے گا یہ فقط مثال کے طور پر فرمایا تھا' ورنہ آپ علوم غیبیہ سے پورے پورے واقف تھے ۵۔ یعنی میرا یہ علم لدنی ہے۔ کسی استاد سے حاصل کیا ہوا نہیں' بلاواسطہ رب نے مجھے یہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے برابر کوئی عالم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ رب کے شاگرد ہیں۔ ۶۔ یعنی باوجود یکہ میں اپنے گھر میں بہت کم رہا' ان بزرگوں کی صحبت کم میسر ہوئی' اب تک زندگی کا اکثر حصہ مصر میں گزرا' جہاں لوگ بے دین ہیں' اس کے باوجود میں نے ان کا دین قبول نہ کیا' اپنے باپ دادوں کے دین پر رہا۔ یہاں 'ترک' کے معنی چھوڑنا نہیں بلکہ قبول نہ کرنا ہے' جیسا کہ مترجم قدس سرہ نے فرمایا۔ کیونکہ چھوڑنے کے معنی ہوتے ہیں قبول کر کے چھوڑ دینا' ہمارے حضور کفار مکہ میں رہے' مگر کفر تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ رہے' یہ ہے انبیاء کرام کی عصمت و عفت' ۷۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کسی حال میں بھی مشرک و کافر یا بدمذہب نہیں ہوتے' سب اپنے ماں باپ سے دین لیتے ہیں' اور یہ لوگ ماں باپ وغیرہم کو دین دیتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا دین چھپانا نہ چاہیے' اس کا اعلان ضروری ہے' آپ کافروں کے ملک میں تھے مگر ایمان نہ چھپایا ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن باپ دادوں کے دین کی پیروی کرنی چاہیے جہاں باپ دادوں کی پیروی کی برائی آتی ہے' وہاں کافر باپ دادے مراد ہیں' دوسرے یہ کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا دین ہو جس دین میں انبیاء اولیاء نہیں وہ گمراہی ہے' تیسرے یہ کہ نبی زادہ ولی زادہ ہونا شرافت کا باعث ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اس بیان میں اپنا نبی زادہ ہونا بھی ظاہر فرمایا۔ یہ رب کی اس نعمت کا شکریہ ہے ۹۔ یعنی گروہ انبیاء پر اللہ کا

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) یہ فضل ہے کہ وہ ہم کو ہر عقیدے اور عمل کی برائی سے بچاتا ہے' معلوم ہوا کہ نبی نبوت سے پہلے اور بعد بد عقیدگی' اور گندے اعمال سے محفوظ رہتے ہیں' جو انہیں کسی وقت بد عقیدہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے شرک سے مراد ہر بد عقیدگی ہے ۱۰۔ یعنی انبیاء کرام کی عصمت' ان پر بھی اللہ کا کرم ہے اور لوگوں پر بھی کہ ان کی عصمت کے طفیل لوگ گناہ سے بچتے ہیں' کپتان کی سلامتی پورے جہاز کی سلامتی ہے۔

ا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کافر کو اپنا ساتھی' قوم وغیرہ کہنا' جائز ہے' اس طرح اگر باپ یا بھائی کافر ہوں تو انہیں اس رشتہ کے لحاظ سے ابایا بھیا کہہ کر پکارنا درست ہے' قوم کفار کو بھائی کہہ کر پکارنا حرام ہے' جیسے ہندو بھائی وغیرہ' رب فرماتا ہے لَا تَتَّخِذُوْهُمْ عَدُوًّا دوسرے یہ کہ تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل قوی استعمال کرنے چاہئیں۔ تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان کی تلقین کرنا سنت ہے' آپ نے معلوم کر لیا تھا کہ باورچی عنقریب پھانسی چڑھے گا تو اسے یہ تلقین فرمائی' ۲۔ معلوم ہوا کہ مشرکوں کے اکثر بت صرف خیالی گھڑی ہوئی صورتیں ہیں' حقیقت کچھ نہیں' جیسے ہندوؤں کے ہنومان' کشن' گنیش وغیرہ کچھ نہیں۔ محض خیالی چیزیں ہیں کہ کسی کا منہ بندر کا' کسی کا ہاتھی کا' یہ کوئی چیزیں نہیں ہیں جو مسلمان انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرے وہ بیوقوف ہے پہلے ان کا وجود تو ثابت کر لو ۳۔ یعنی ان بتوں کے رب ہونے پر وحی الٰہی نہیں آئی' نہ کسی نبی نے فرمایا' سند سے مراد یہ ہی دو چیزیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں صرف قیاس کافی نہیں' نبوت کی سند ضروری ہے ۴۔ حکم سے حقیقی یا تکوینی حکم مراد ہے حکم تشریعی میں مخلوق بھی حاکم ہو سکتی ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رب کے سوا کسی کو کسی طرح کا حاکم نہ مانو' رب فرماتا ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا یہ حصر حقیقی حکم کے لحاظ سے ہے حکم تشریعی میں انبیاء کرام مختار ہوتے ہیں' دیگر احکام میں بادشاہ اور حکام کو اختیارات ہوتے ہیں ۵۔ اس وقت اکثر مصر والے ستارہ پرست تھے' اور کچھ لوگ پتھروں' درختوں وغیرہ کو بھی پوجتے تھے' موحد کوئی نہ تھا' وہاں پہلے توحید کے مبلغ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ۶۔ جس پر انبیاء کرام ہیں اور رب تک پہنچتا ہے ۷۔ یعنی ساقی تو پھر اپنے عہدے پر بحال ہو جاوے گا تین دن جیل میں رہ کر آزاد ہو جاوے گا' انگور کے تین خوشوں سے یہ تین دن مراد ہیں ۸۔ یعنی باورچی کو تین دن بعد سولی دی جاوے گی' اس کی نعش سولی پر سوکھے گی' اور چیل' کوے اس کا گوشت کھائیں گے روٹیوں کے تین ٹوکروں سے تین دن مراد ہیں' اس پر وہ دونوں بولے کہ ہم ہنسی کر رہے تھے' خواب کچھ نہیں تھا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ اب جو میرے منہ سے نکل چکا وہ اٹل ہے ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دنیا میں سب سے پہلے اس کو سولی دی گئی (روح) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پیغمبر کے منہ سے نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے یعنی تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ' اب جو میں نے کہہ دیا وہ ٹل نہیں سکتا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں یعنی مربی' اور پرورش کرنے والا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت بندوں سے مدد حاصل کرنا شرک نہیں' بلکہ جائز ہے۔ سنت پیغمبر ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنی خلاصی کے لئے اس قیدی کا وسیلہ اختیار فرمایا ۱۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یوسف علیہ السلام نے ماسوا اللہ سے فریاد کی اس سے ساقی آپ کا ذکر بادشاہ سے بھول گیا مگر یہ غلط ہے۔ ورنہ پھر فرمایا جاتا کہ ساقی کو اللہ نے بھلا دیا بھلانے کو شیطان کی طرف نسبت نہ فرمایا جاتا نیز بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ذو القرنین نے فرمایا تھا اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ یعقوب علیہ السلام

يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً

جو سب پر غالب ۱ تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ

اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں ۲ اللہ نے ان کی کوئی

سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ

سند نہ اتاری ۳ حکم نہیں مگر اللہ کا ۴ اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۵

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

یہ سیدھا دین ہے ۶ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ

اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۷

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ

رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے ۸ حکم ہو چکا

الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ؕ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ

اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے ۹ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے

اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰىهُ

بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا ۱۰

الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی

سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ؑ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

برس اور جیل خانہ میں رہا ۱۱ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فربہ کہ

ع ۵ | ۱۵

(بقیہ صفحہ ۳۸۲) نے گندم لینے اپنے بیٹوں کو مصر میں بھیجا اگر یہ برا تھا تو معاذ اللہ ان سب بزرگوں پر عتاب ہونا چاہیے تھا بات صرف یہ تھی کہ جو مقدر میں ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے ۱۲۔ یعنی سات برس' مگر یہ مدت اس تعبیر دینے کے بعد کی ہے' اس سے پہلے آپ پانچ سال رہ چکے تھے کل بارہ برس جیل میں رہے : اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ کے حرف بھی بارہ ہیں۔

ا۔ یعنی سات موٹی گایوں کو دبلی گایوں نے کھا لیا اور سبز بالیوں کو خشک نے چوس لیا' اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی قدرتی شکل و صورت ہے قحط و ارزانی' سبز و خشک بالیوں کی شکل میں خواب میں دکھائی گئیں' ایسے ہی قیامت میں اعمال کی مختلف شکلیں ہوں گی جو عمل کرنے والا دیکھے گا ۲۔ تو خود تعبیر دو۔ ورنہ تعبیر جاننے والے سے

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

سات سوکھی ۱ اے درباریو میری خواب کا جواب دو اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ

تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو ۲ بولے پریشان خوابیں ہیں

وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے ۳ اور بولا وہ جو ان

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں تمہیں اسکی تعبیر بتاؤں

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ

گا مجھے بھیجو ۴ اے یوسف اے صدیق ۵ ہمیں تعبیر دیجئے

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی کھاتی ہیں اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى

ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ

جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ۶ کہا تم کھیتی کرو گے سات

سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ

برس لگاتار ۷ تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو ۸

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

مگر تھوڑا جتنا کھالو ۹ پھر اس کے بعد سات کرے برس آئیں گے

پوچھ کر بتاؤ ۳۔ خواب چند طرح کی ہوتی ہے' رب کی طرف سے' شیطانی وسوسہ سے' نفسانی خیالات جو دن بھر انسان کو رہتے ہیں۔ پہلی خواب رؤیا صادقہ ہے اور باقی احلام' انہیں اضغاث اس لئے کہتے ہیں کہ ضغث کے معنی ہیں۔ مختلف تنکوں کا مجموعہ' یعنی جھاڑو' یہ بھی مختلف خیالات فاسدہ کا مجموعہ ہوتی ہے' ۴۔ مجھے جیل خانے بھیجو' وہاں ایک بڑے عالم ہیں' جو علم تعبیر میں بڑے ماہر ہیں' کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مہارت تعبیر آنکھوں سے دیکھ چکا تھا ۵۔ صادق وہ جو قول کا سچا ہے' صدیق وہ جو قول و فعل و عقیدے کا سچا ہو۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے' صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے' صادق وہ جس کا کلام واقعہ کے مطابق ہو۔ صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کلام کے مطابق ہو۔ جیسا وہ کہے ویسا ہی ہو جاوے' جیسا کہ یہ باورچی آزمائش کر چکا تھا ۶۔ یعنی بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت اس تعبیر سے خبردار ہوں' یا آپ کے فضل و کمال اور علم سے واقف ہو جائیں وہ ابھی تک آپ کو پہچان نہ سکے' کہ آپ کیسے موتی ہیں لعل ہیں' ۷۔ تزرعون لفظاً خبر اور معنیً امر ہے۔ یعنی پہلے سات سال بارشیں وقت پر ہوں گی' ان میں خوب کھیتیاں کر لو۔ لگاتار تخم کی بجائی کرو۔ کیونکہ ان برسوں کے بعد سات سال خشک ہوں گے' جن میں پیداوار بالکل نہ ہو گی تب تمام دنیا کو یہ جمع شدہ غلہ کام آوے گا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے کاشت کاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے' اس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور کی تلقیح سے منع فرما کر پھر اجازت دے دی' یہ بے خبری کی وجہ سے نہ تھا' بلکہ ان لوگوں کے جلدی کرنے پر تھا۔ اگر یہ لوگ جلدی نہ کرتے' تو بغیر تلقیح کامیاب ہوتے' اور اظہار ناراضگی کے لئے فرمایا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ پھر یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے فرمانا کہ مجھے خزانے سپرد کر دو' اور

پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا ایسا انتظام فرمانا' اس سے پتہ چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر سیکھے ہوئے جانتے ہیں' ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا۔ ورنہ پھر مولوی میں اور نبی میں فرق کیا ہے ۹۔ یعنی بقدر ضرورت کھانے بھر کا گندم بھوسے سے نکال لو' کیونکہ گندم بھوسہ سے نکل کر ایک سال سے زیادہ نہیں ٹھہرتا' بالی اور بھوسے میں عرصہ نکال جاتا ہے۔ اس میں اشارۃً ارشاد فرمایا کہ ابھی سے تم لوگ کم کھانے کی عادات ڈالو۔ سخت زمانہ آ رہا ہے۔

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا

کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا

مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ

جو بچا لو ؎ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں

يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے ؎ اور بادشاہ بولا کہ انہیں

ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ

میرے پاس لے آؤ ؎ تو جب اسکے پاس ایلچی آیا ؎ کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ

فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ

بیشک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ؎ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا

رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا

جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا ؎ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے

عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ

ان میں کوئی بدی نہ پائی ؎ عزیز کی عورت بولی اب

حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ

اصلی بات کھل گئی ؎ میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تھا ؎ اور وہ بیشک

الصَّادِقِينَ ﴿۵۱﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ

سچے ہیں ؎ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿۵۲﴾

میں نے بیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا ؎

ع ۷ / ۱۴

ا۔ یعنی ان خشک سالوں کا ذخیرہ کیا ہوا سارا گندم کھا لوگے' البتہ اس قدر بچے گا' جسے تم بو سکو' یعنی بیج' اس سے معلوم ہوا کہ آئندہ کے لئے کچھ پس انداز کرنا توکل کے خلاف نہیں' بلکہ اس کا حکم ہے' رب فرماتا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ہمیشہ انسان کو اپنی آمدنی سے کچھ بچانا چاہیے' نہ معلوم آئندہ کیسا وقت آئے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گندم کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو' ورنہ حرام ہے۔ جسے عربی میں احتکار کہتے ہیں' یعنی لوگ بھوکے مریں اور یہ گندم جمع کرے گرانی کے انتظار میں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی کفار کے خواب بھی سچے ہو جاتے ہیں' کیونکہ بادشاہ مصر کافر تھا' دوسرے یہ کہ حالات اور مصائب وغیرہ کی شکلیں ہیں' جو خواب میں نظر آتی ہیں' جیسے قیامت میں اعمال کی شکلیں ہوں گی ۳۔ یعنی ساقی جب بادشاہ کے پاس پہنچا' اور اسے یہ تعبیر سنائی' تو بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی قوت علمی کا پتہ چلا اور وہ سمجھ گیا کہ ایسی علم و حکمت کا مالک قوت عملی میں بھی نہایت اعلیٰ ہو گا۔ لہٰذا یہ سب انتظام ان کے سپرد کرو۔ میں یہ انجام نہیں دے سکتا۔ ۴۔ یا وہی ساقی آیا تھا یا دوسرا خاص قاصد پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' اور اس نے آ کر آپ کو بادشاہ کا پیغام سنا کر جیل سے چلنے کی درخواست پیش کی آپنے اسؔ سے فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ اپنے سے تہمت دور کرنا' اور اپنا معاملہ صاف کرنا سنت انبیاء ہے' کیونکہ یوسف علیہ السلام اس وقت تک جیل سے باہر تشریف نہ لائے' جب تک کہ اپنی پاکدامنی کا خود الزام لگانے والیوں سے اقرار نہ کرا لیا ۶۔ کیا تم نے یوسف علیہ السلام سے کسی قسم کا کوئی قصور محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفتیش میں ان لوگوں سے تحقیق کی جاوے جنہیں واقعہ سے تعلق ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خود ان عورتوں نے بھی یوسف علیہ السلام کی خواہش کی تھی یا آپ سے زلیخا کی سفارش کی تھی اسی لئے فرمایا گیا رَاوَدتُّنَّ تم سب نے جی لبھایا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصر کے لوگ اللہ کو بھی مانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر موحدہ، مومنہ بن چکی ہوں' کیونکہ یہ کلام مسلمانوں کا سا ہے ۸۔ یعنی سب لوگوں پر' ورنہ خاص خاص پر تو اس دن ہی یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ظاہر ہو چکی تھی' اللہ کی شان ہے کہ پہلے تو یوسف علیہ السلام اپنی خلاصی کی کوشش فرما رہے تھے' اور آج بادشاہ اور ساری سلطنت کے لوگ خوشامد سے آپ کو باہر تشریف لانے کی درخواست کر رہے ہیں ۹۔ یہ حضرت زلیخا کی توبہ کا اعلان رب نے فرمایا کیونکہ اپنے قصور کا اقرار توبہ ہے لہٰذا اب زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے' کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مریبہ' صحابیہ اور ان کی زوجہ پاک تھیں' رب نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں' توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے' زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہونا مسلم و بخاری وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے حضور نے مرض وفات میں اپنی ازواج سے فرمایا اِنَّكُنَّ اَنْتُنَّ صواحب یوسف صواحب صاحبہ کی جمع ہے' بمعنی زوجہ' رب فرماتا ہے وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ یعنی تم یوسف علیہ السلام کی زوجہ زلیخا کی طرح ہو۔ معلوم ہوا حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہیں' صواحب جمع فرمانا اسی لئے ہے کہ شبہ جمع ہے جیسے صحابہ کو کہا جاتا ہے شموس الہدیٰ' یا اقمار ایمان' ۱۰۔ تب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان تمام عورتوں نے آپ کی پاکدامنی کا اقرار کر لیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ صبر رب کی بڑی نعمت ہے یہ خود تو کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ

باقی صفحہ ۹۶۲ پر